احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

پندرہ روزہ

احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لیے

پیغامِ صُلح لاہور

فون نمبر: 35863260 35862956
مدیر: چوہدری ریاض احمد نائب مدیر: حامد رحمٰن رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532
Email: generalsecretaryaaiil@gmail.com قیمت فی پرچہ -/10 روپے

جلد نمبر 102 | 11 ربیع الثانی تا 10 رجب 1436 ہجری یکم اپریل تا 30 اپریل 2015ء | شمارہ نمبر 8-7

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ (مجدّد صد چہاردہم)

خدا ہمیں اور تمہیں اُن باتوں کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہو جائے

''اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے ۔آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ابتلاء کا وقت تم پر ہے۔اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ یہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے اوپر دو لعنتیں جمع کرلو۔ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی۔ یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا''۔ (ازالہ اوہام ص ۳۳۵)

اداریہ

فرقہ واریت کا جن

زندہ انسانوں میں نظریات کا اختلاف ہونا فطری ہے اور اس اختلاف کو مہذبانہ انداز میں پیش کرنا اور قبول کرنا انسانیت ہے۔ فرقہ واریت اُمت کے لئے زہر قاتل ہے اس میں دو رائے نہیں یہ ہر دور میں اور ہر سطح کے لوگ مانتے اور کہتے رہے ہیں مگر عملاً ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہی ملیں گے جو اس عفریت کو ختم کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں یا حقیقی معنوں میں فرقہ واریت سے پاک ہوں۔ اس لئے مسلمانوں نے جس قدر نقصان فرقہ وارانہ تنازعات کی وجہ سے اٹھایا ہے شاید ہی کسی اور چیز سے اٹھایا ہو۔ ایسے میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ڈیڑھ ہزار سال کی تاریخ سے سبق سیکھ کر اس سے جان چھڑائی جاتی مگر یہ بدقسمتی ہی کہی جاسکتی ہے کہ ایسا نہیں ہوا اس لئے یہ عفریت کم ہونے کے بجائے بڑھی ہے اور اب تو ہر سطح پر نظر آتی ہے خواہ معاشرے کی بنیادی اکائی گلی محلّہ ہو یا بین القوامی روابط۔

یہ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ **''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں مت پڑو''** اور ایک جگہ فرمایا **''اختلاف میں مت پڑو ورنہ تمھاری ہوا جاتی رہے گی''** یہ وہ واضح اصول جن سے انحراف کا نتیجہ سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ جب تک مسلمان ممالک میں فرقہ وارانہ مسائل ملکی سرحدوں کے اندر رہے ہیں، ملک اور ملت کو گھن کی طرح اندر سے ہی چاٹتے رہے ہیں مگر گزشتہ دو اڑھائی برس میں یہ فرقہ وارنہ مخاصمت، علاقائی بالادستی اور ریاستی مفاد کی برہنہ جنگ میں تبدیل ہوچکی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں عرب سپرنگ کے نام سے شروع ہونے والی شورش کو علاقائی اور بین القوامی کھلاڑیوں نے شطرنج کی بساط بنالیا ہے۔ ایک طرف سے چالیں ''حکومتوں کے ظلم'' کے خلاف ''مظلوم عوام'' کا ساتھ دینے کے نام پر اپنے من پسند مہروں کے ساتھ چلی جارہی ہیں اور تو دوسری طرف سے ''منتخب حکومت'' کے خلاف شرپسند باغیوں کی سرکوبی کو ضروری قرار دیتے ہوئے اپنے مہروں کو آگے بڑھایا جارہا ہے تاکہ خطے میں بالادستی قائم ہوجائے یا قائم رہے۔ یہ بالادستی کی جنگ صرف علاقائی وسائل کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اس میں ایک اور طاقتور محرک فرقہ وارایت بھی ہے۔ نہ کوئی ملک اس آگ کو بھڑکانے کا اقرار کررہا ہے اور نہ ہی اس آگ کو بجھانے کی کوشش اور ساتھ ہی اپنے قیمتی وسائل اس آگ میں ایندھن بنا کر جھونکے جارہے سو ہزاروں بے گناہ مسلمان مررہے ہیں۔ اس کشت وخون کے کھیل کا نتیجہ دیوار پر لکھی ہوئی تحریر کی مانند واضح ہے جسے آنکھ کے اندھے بھی پڑھ سکتے ہیں ماسوائے فرقہ وارانہ نفرت میں اندھے لوگوں کے اور وہ یہ ہے کہ اس جنگ وجدل سے اُمت مسلمہ مزید کمزور اور منتشر ہوجائے گی جسکا فائدہ صرف دشمنوں کو ہوگا۔ تازہ ترین معرکہ یمن میں شروع ہوا ہے جس میں علاقائی بالادستی اور فرقہ وارانہ مخاصمت کا جن کھل کر بوتل سے باہر آگیا ہے۔ گو دونوں جانب سے حسب معمول سیاسی بیانات جاری ہورہے ہیں مگر سچائیاں سیاسی بیانات کی اوٹ میں چھپائی نہیں جاسکتیں۔ اللہ کے واضح احکامات کی صریح نافرمانی کر کے کوئی سرخرو نہیں ہوسکتا۔ یہ معرکہ حق و باطل نہیں دو ممالک کی علاقائی اور فرقہ وارانہ بالادستی کی جنگ ہے جس میں نقصان کسی قوم کا نہیں بلکہ اُمت مسلمہ کا ہورہا ہے۔ ایسی جنگوں کو رُکنا چاہیے ورنہ اُمت مسلمہ مزید تفریق کا شکار ہوجائے گیا۔

اختتامی خطاب ودُعا

برموقع سالانہ دعائیہ 2014ء فرمودہ حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 28 دسمبر 2014ء بمقام جامع دارالسلام، لاہور

''اللہ بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے (تمام) جہانوں کے رب، بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے، جزا کے وقت کے مالک (کے لئے) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا، اُن لوگوں کے رستے (پر) جن پر تُو نے انعام کیا نہ اُن کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے'' (سورۃ الفاتحہ)

''زمانہ گواہ ہے، کہ انسان نقصان میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں'' (سورۃ العصر)

میں نے سالانہ دعائیہ کی افتتاحی تقریر قرآن کریم کی سورۃ العصر سے کی اور آج اسی سورۃ کے ذریعے دعائیہ کی اختتامی تقریر بھی کررہا ہوں۔

میں نے سب سے پہلے سورۃ الفاتحہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے ہم سب پر نہایت مہربانیاں کیں، ہماری ربوبیت کی، ہم پر رحم کیا اور ہم اُس مالک سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اوپر اس دن بھی اپنا رحم اور نظر کرم فرمائے گا جب ہم روز قیامت ایک فیصلہ کے لئے اس کے سامنے کھڑے ہوں گے، وہ ہمیں اچھے لوگوں میں شمار کرے گا اور ہمیں گمراہوں اور اپنے غضب کئے ہوئے لوگوں سے دور رکھے گا۔ آمین

آج ہم جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہ کم ہوگا کیونکہ اس نے ہم سب کو ایک موقع عطا فرمایا کہ ہم پچھلے پانچ دن اکٹھے بیٹھ کر دعاؤں اور عبادات میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق مختلف لوگوں نے مل کر ہم سب تک اپنا اپنا علم پہنچایا اور ان کے اس علم سے ہمارے دلوں کو ایک یاددہانی بھی ہوئی، تقویت بھی ہوئی اور ان تقریروں کے ذریعے ہمارے دلوں میں نرمی بھی پیدا ہوئی۔ یہ فصل بونے کا وقت تھا جس میں بڑی گہری کھدائی مقررین کی دل سے نکلے الفاظ کی وجہ سے ہوئی۔ اس وقت ہم اپنے دلوں کو نرم پاتے ہیں اور یہ وقت ان میں بیج ڈالنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس تیزی سے گزرتے ہوئے وقت میں اُن میں سے نہ بنائے جو وقت سے نقصان اٹھانے والے لوگوں میں سے ہوں کہ باوجود اس فصل کے لگا دینے کے ہم اس کو ضائع کردیں اور اس سے ہم فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے تیزی سے گذرتے ہوئے وقت کی گواہی ہمیں دی اور کہا کہ اس وقت کی جو قدر نہیں کرتا وہ خسارے میں ہے اور ساتھ بتادیا کہ جو خسارے میں نہیں ہوتے وہ ایمان لانے والے، اپنے ایمان پر عمل کرنے والے اور اس عمل کے ذریعہ پیغام پہنچانے والے اور پھر اس پر جو تکالیف آئیں اس میں صبر دکھانے والے اور اسی نصیحت کو آگے پہنچانے والے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ جب جدا ہوتے تو ایک دوسرے کو سورۃ العصر کی تلاوت کر کے روانہ کرتے تھے لہٰذا میں بھی موزوں سمجھتا ہوں کہ آج جب ہم اپنے اپنے سفروں پر روانہ ہوں گے تو ہم یہ پیغام جو ہمارے دین کا نچوڑ ہے اس کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔ اپنے اپنے سامانوں کی آج ہم فکر کریں گے کہ کچھ پیچھے نہ رہ جائے۔ اللہ کرے ہم یہ بھی فکر کریں کہ جو پیغام ہمیں ملا ہم اس کو بھی کہیں پیچھے نہ چھوڑ جائیں بلکہ اس کو ہم ساتھ لے جائیں اور اس کو آگے صبر اور استقامت کے ساتھ پہنچائیں۔

وقت کے تین پہلو

وقت کے تین پہلو ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل۔ ان میں سے گذرے وقت پر ہمارا کچھ کنٹرول نہیں اور جو حال میں ہے اس پر ہمارا مکمل کنٹرول ہے اور مستقبل گو کہ ہمارے کنٹرول میں نہیں لیکن نیک عمل کرنے سے یہ بھی قابو میں لایا جاسکتا ہے۔ جو وقت ہمارے پاس اب ہے اس کو Fleeting یعنی تیزی سے گذرتا ہوا وقت کہا گیا ہے۔ اسی تیزی سے گذرتے ہوئے وقت کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے۔ کچھ وقت پہلے جب میں نے تقریر شروع کی وہ وقت ہمارے ہاتھ سے جاچکا ہے بلکہ میں جو جو لفظ کہتا جاؤں گا وہ فوراً ماضی بنتا جائے گا۔ جو لفظ کہہ دیا وہ چلا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنے لفظ کو سوچ کر کہیں اور اپنے خیال اور اعمال بھی سوچ کر کریں۔ یہ ایک تیر کی طرح ہوتا ہے جب وہ کمان سے نکل جائے تو واپس نہیں آتا۔

اگر ہم نے اپنا ماضی اچھا استعمال کیا تو پھر ہم خسارے والے لوگوں میں سے نہیں ہوں گے لیکن اگر ہم اپنا ماضی اچھا استعمال نہیں کر پائے تو پھر ہمارے لئے استغفار اور دعا کا راستہ ہے اور ان دعاؤں کے ذریعہ ہمارے لئے اپنی زندگیوں میں نیک تبدیلی لانے کا راستہ کھلا ہے۔

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تیر کمان سے نکل جائے تو پھر اس کا واپس آنا ممکن نہیں لیکن دل سے نکلی ہوئی دُعا اس تیر کا رُخ بدل دیتی ہے۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہو کہ ہم اپنی سمت صحیح رکھیں گے اور آئندہ آنے والے وقت کو پچھلے گذرے ہوئے وقت کا جائزہ لیتے ہوئے حال کے وقت کو ایسے استعمال کریں گے کہ ہمارا مستقبل درست ہو جائے۔

دعائیہ کی تقاریر و دروس کا دلوں پر اثر

آج فجر کے درس میں یہ پیغام دیا گیا کہ ہم الفاظ کو سوچ سمجھ کر کہیں، غیبت نہ کریں، جھوٹ نہ بولیں اور کسی پر الزام نہ دھریں۔ ہر دعائیہ میں کسی نہ کسی تقریر کا دل پر اثر ہو جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک تقریر ہر ایک دل پر اثر کرے۔ جہاں جہاں پر اللہ تعالیٰ کمزوری پاتا ہے وہاں وہاں وہ ان تقاریر کا اثر دلوں پر ڈال دیتا ہے۔ لیکن یہ کمزوریاں جو صبح کے درس میں بتائی گئیں یہ مجموعی کمزوریاں ہیں اور ٹرینیڈاڈ سے آئے مہمان جب مجھ سے رخصت ہوئے تو انہوں نے بھی یہ بات از خود کہی کہ آج کا درس ہمارے ذہنوں میں نقش کر گیا ہے اور اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس پر عمل بھی کر سکیں۔ جب ہم عمل کرنے کا ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے دیتا ہے۔

نئے عزم کی ضرورت

ہم محدود وسائل کے ساتھ گذارہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ایک ایک کی کاوش، اس کی روحانی ترقی کے ارادے، اس کے اپنے ماضی کو دیکھ کر درست کرنے کے مواقع یہ صرف اُس فرد واحد کے لئے نہیں بلکہ یہ ہماری ساری جماعت کی ضرورت ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا فرض ادا کرے اور اس ارادے کو ہم نے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کرے کہ آج کے سفر میں اس ارادے کو بھی ہم ساتھ لے کر جائیں۔ آج کا کام کل پر چھوڑنے کی عادتیں ہمارے اندر آجاتی ہیں ایسے میں ہم قرآن کے احکامات بھی کل پر چھوڑ دیتے ہیں اور رسول صلعم کا نمونہ بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اسی کے متعلق کہا گیا ہے:

''اور رسول نے کہا اے میرے اللہ میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز قرار دے دیا'' (سورۃ الفرقان آیت نمبر 30)

لہٰذا ہم اس وقت سے فائدہ اٹھائیں اور قرآن کا دوبارہ بغور مطالعہ کریں اور پھر اپنی زندگیاں اس سانچے میں ڈھالیں۔ ہم سب پر قرآن کے احکامات کا عمل کرنا نہ صرف ذاتی فعل ہے بلکہ ہمارا قومی فریضہ بھی ہے۔ جب ہم صرف مسلمان کہلانے کے بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے بن جائیں گے تو پھر اللہ کے ساتھ شرک چھوڑنا پڑے گا اور محمد رسول اللہ صلعم کا نمونہ اپنانا پڑے گا۔ اس میں چوائس (Choice) نہیں رہتی۔ آج کا کام کل پر چھوڑنے کی عادت نہ اپنائیں اور یہ عادت بھی چھوڑ دیں کہ یہ کام ہم نے کل بلکہ اس سے بھی آگے

جا کر کرنا ہے کیونکہ اس سے قرآن کریم کے ایک بہت بڑے حکم جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکھف آیت نمبر24-23 میں بیان کیا ہے:

ترجمہ: ”کسی چیز کی نسبت یہ مت کہو کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں مگر جو اللہ چاہے (یعنی انشاء اللہ کہو) اور جب تو بُھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر اور کہہ اُمید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے قریب تر بھلائی کا راستہ دکھائے گا“۔

ہم اگر تھوڑا سا راستہ بھول جائیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تو وہیں ہوگا جہاں پر ہم نے اس کو چھوڑا بلکہ ہم جب بھی اس کی طرف رُخ کریں گے اسی وقت وہ ہماری طرف رُخ کرے گا۔

تفرقہ بازی سے بچیں

ہم لاہوری احمدی کہلانے میں فخر محسوس کریں کیونکہ ہم ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور نہ تو نیا نبی مانتے ہیں اور نہ کسی پرانے نبی کے انتظار میں ہیں۔ ہم سب کلمہ گو کو مسلمان کہتے ہیں اور اس وقت کوئی مسلمان فرقہ ایسا نہیں کہ جو سب کو مسلمان کہتا ہو، قادیان کے احمدی اب ہمیں بھی کافر کہتے ہیں۔ ہمیں صرف یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جو ہمارے پاس ہے وہ کسی کے پاس نہیں۔ جیسے کسی کے پاس کوہِ نور آجائے اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ بہت بڑا ہیرا ہے۔ تو وہ کبھی نہیں سوچے گا کہ اس ہیرے کا نام بدل دے۔ اسی طرح بعض احباب جماعت رائے دیتے ہیں کہ احمدیہ نام بدل دیا جائے جبکہ ہمارے پاس امام الزماں کا لایا ہوا دین کا ایک بیش بہا خزانہ ہے تو یہ بات ہم اپنے تصور میں بھی نہ لائیں کہ اس کو ہم کسی اور نام سے منسوب کر دیں۔ ایسی سوچ دل میں بھی نہیں لانی چاہیے ہمارے دین کا پیغام تو وہ پیغام ہے جو تمام ہیروں اور جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔

تفرقہ بازی سے بچیں۔ تفرقہ بازی کی مثال ان چار بیوقوفوں کے قصہ کی مثال ہے کہ ان کے ہاتھ بہت بڑا ہیرا آ گیا۔ اب ان کے درمیان یہ مسئلہ بن گیا کہ یہ میرا ہے یا تیرا ہے۔ تو ایک کی تدبیر سب کو پسند آئی کہ اس ہیرے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور آپس میں بانٹ لیتے ہیں، سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا۔ پھر اس ٹوٹے ہیرے کی کون قیمت ادا کرتا۔ اسی قصے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ایک اور مثال جو گوتم بدھ سے منسوب ہے دیتا ہوں۔

کسی کے ہاتھ ایک ہیرا لگ گیا تو وہ اس کی قیمت لگوانے نکل پڑا، سبزی والے نے کہا دس سیر مولیاں لے لو یہ مجھے دے دو، درزی نے کہا تین سلائیاں مفت یہ مجھے دے دو، چلتے چلتے وہ سنار کے پاس گیا، تو وہ کہنے لگا کہ یہ تمہارے ہاتھ کیسے لگ گیا اس کی تو کوئی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ جو آپ نے راہ قبول کر رکھی ہے وہ اس ہیرے کی طرح ہے جس کی قیمت جاننے کے لئے اللہ کی توفیق کی ضرورت ہے۔ اور یہی Concept ہمارے امام کا تھا کہ اس کو مغرب میں لے جاؤ۔ وہ اپنی دور بینی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے کہ اس انمول ہیرے کی قیمت مغرب میں قدر سے دیکھی جائے گی۔

لہٰذا آپ اپنے اپنے مورچوں میں ڈٹے رہیں کہ آپ کے پاس تعلیم ہے۔ لوگوں کی باتیں مت سنو، وقتی ڈر کے لئے اپنا خزانہ مت چھوڑو، اصل روشنی کو ڈھونڈو جس کا پانا نہایت دشوار ہے۔ جس طرح حضرت صاحبؒ کی کتابوں میں ”ایک الہامی مصرعہ“ آتا ہے۔ اسی طرح میں یہاں کسی کا ایک الہامی مصرعہ بیان کرتا ہوں:

آساں نہیں دشوار ہے راہِ وصل دلدار کی

آسمان کی روشنی کو ڈھونڈنا مت چھوڑو اور خدا کو اپنے اندر تلاش کرو اور وہ آسان نہیں ہوگا بلکہ دشوار ہوگا کیونکہ اپنے محبوب سے ملنے کی راہیں دشوار ہی ہوا کرتی ہیں۔

احباب جماعت کو نصیحت

میں تمام احباب جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ بُری محفلیں جن میں اسلام اور دین کا تمسخر اُڑایا جا رہا ہو ترک کر دیں اور اگر دین کے متعلق ناگوار گفتگو ہو تو محفل چھوڑ دیں۔ جس محفل میں خدا کے دین کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو، اس کو بُرا جانو اور اس سے دُور رہو۔ قرآن کا بھی حکم ہے کہ جہاں پر اللہ اور اس کے رسول کے دین کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو اس محفل سے اُٹھ جاؤ۔ آج سائنس بھی اس

طرف توجہ دلا رہی ہے کہ ایسی محفلوں سے اُٹھنے کا کیوں حکم ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے کہ بیٹھے رہیں۔ اب دریافت ہوا ہے کہ دماغ کے اندر مرر نیورونز (Mirror Neuron) پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی چیز کسی جانور کو بھلی لگے اور وہ اسے دی جائے تو اس کے مرر نیورون (Mirror Neuron) حرکت میں آجاتے ہیں اور اگر وہی چیز کسی اور جانور کو بعد میں دی جارہی ہو اور پہلا جانور دیکھ رہا ہو تو کسی اور کو پھل دیتے وقت جب وہ دیکھے اور اُس کو پھل نہ بھی دیا جارہا ہو تو دیکھتے وقت بھی اس کے نیورون حرکت میں آجاتے ہیں۔ جب کوئی چیز بار بار مشاہدہ کی جائے یا سنی جائے تو اُس کی طرف دماغ کے مرر نیورون میں ہمیشہ کا اثر رہنے کا امکان ممکن بن جاتا ہے۔ اگر ہم بُری محفلوں کو نہ چھوڑیں گے تو ہمارے Mirror Neuron بھی بُری عادت کو قبول کرلیں گے اور ہم بھی ویسے ہی بن جائیں گے جیسے وہ لوگ جن کی محفل ہمیں چھوڑ دینی چاہیے تھی۔

دعاؤں کی ضرورت

ہم سب اپنی جماعت کا مستقبل روشن دیکھتے ہیں اور اس پر مکمل یقین رکھتے ہیں کیونکہ اس کی پیشگوئی اللہ سے پاکر ہمارے امام نے ہمیں دی۔

پھر سے اس بات پر زور دیتا ہوں کہ وہ زمانہ تب ہی آئے گا کہ جب ہم اپنے نرم بستروں کو چھوڑ کر خدا سے رورو کر دعائیں مانگیں گے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ تین چار پانچ آدمی پوری جماعت میں تہجد پڑھ لیا کریں بلکہ جب تک ہر فرد بیعت لیتے وقت کے عہد کے مطابق تہجد پڑھے گا اور اپنے اس وعدے کی پاسبانی کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اور نمازوں میں قبولیت آئے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم اپنے اعمال ٹھیک نہیں کریں گے تو وہ ہمیں ہٹا کر کسی اور کو لے آئے گا۔ وہ دعائیں مانگیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے لئے ایک طوفان لے آتی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑتی دیتی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جنگ میں دُھول اُڑا دیتی ہیں، کسی کے لئے پتھر برسا دیتی ہیں اور کسی کے لئے ابابیل کا حملہ کروا دیتی ہیں۔ وہ دعائیں آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ خدا کے ہاتھ میں انسان کا دل ہوتا ہے چاہے لیڈر ہو، چاہے جج ہو، چاہے جنرل ہو، وہ آپ کی دعاؤں کے ساتھ ان کے دل پھیر سکتا ہے۔

میں الزام دیتا ہوں تو اپنے آپ کو دیتا ہوں کہ میں اتنا کیوں نہیں کررہا ہے کہ میری دعا ایسی ہوجائے جو اللہ کے ہاں قبولیت پائے لیکن مجھے آپ سب کی ضرورت ہے۔ سب نے عہد کرنا ہے کہ ہم نے اپنی جماعت کو دعاؤں کے ذریعہ اللہ کی حفاظت مانگنے کے لئے اس میں حصہ لینا ہے۔ بڑا مشکل کام ہے لیکن اگر ہم اپنا پختہ ارادہ کریں تو انشاءاللہ ہم کامیاب ہوجائیں گے۔

دعا

آخر میں سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو دُور دُور سے آئے۔ جو لوگ بہت دور سے آئے ہیں اور جن کو ہم بڑی قدر سے دیکھ رہے ہیں جیسے کہ آسٹریلیا، ویسٹ انڈیز، انڈونیشیا، USA اور باہر کے ممالک کے جتنے لوگ آتے ہیں ان سب کو میں تمام جماعت کے ذریعہ جزاک اللہ کہتا ہوں۔ اللہ ہمارے دل کے منصوبوں کو پختہ کردے اور ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قول و فعل میں ہم آہنگی پیدا کرے اور ان دنوں کی تمام عبادات کو قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو نیک رکھے۔ والدین کو اپنے بچوں کی تربیت میں اپنا رول ادا کرنے میں مدد فرمائے۔ اور اس گھاٹی والے راستے جس پر ہم نے چلنے کا ارادہ کرلیا ہوا ہے اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ قائم رکھے، راستے میں پتھر آئیں، کوئی گند ہم پر اچھالا جائے تو اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر عمل کرتے ہوئے اپنے اندر برداشت اور صبر کا نمونہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز قائم کرنے والے اور اس کی حفاظت کرنے والے بنائے۔ آمین

☆☆☆☆

اسلام کی تباہی کے لئے دشمنان اسلام کی خفیہ تدابیر اور اسلام کی کامیابی

دجال ہندوستان سے چلا گیا لیکن اپنا وارث اسلام کو تباہ کرنے کے لئے چھوڑ گیا

کشمیر کو ہندوستان سے ملا کر پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے مدبرین ہندوستان و انگلستان کی خفیہ چالیں

''مسلمانوں کو کشمیر کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینی چاہیئے''

''اپنی جانوں اور مال کو خدا کے رستہ میں دینے کے لئے تیاری کرلو تاکہ خدا کا فضل تم پر نازل ہو'' (ترجمہ الانفال 30)

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ بمقام لاہور مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۴۷ء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صحابہ کرامؓ کی ہجرت

جس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے تعلق رکھتا ہے جب آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا اس وقت آپ کی مخالفت مکہ میں انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور اعدائے اسلام آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مٹا دینے کی فکر میں تھے۔ اور اس وقت وہاں سے نکلنا بھی آسان نہ تھا۔ آپ کے سامنے آسان رستہ تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو وہاں چھوڑ کر سب سے پہلے آپ خود اپنی جان بچاتے کیونکہ اسلام کے باقی رہنے کا تعلق تو صرف آپ کی ذات سے تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچ رہیں ساتھی ایک بھی نہ رہے اور مدینہ میں کئی ساتھی پیدا بھی ہو چکے تھے اسلام پھر بھی زندہ تھا، لیکن اگر آپ ہی باقی نہ رہیں تو اسلام کا خاتمہ تھا۔ لیکن آپ نے طریق یہ اختیار کیا کہ پہلے اپنے ساتھیوں کو نکالنا شروع کیا اور وہ بھی اس طرح کہ دشمن کو یہ پتہ نہ لگ سکے کہ مکہ مسلمانوں سے خالی ہو رہا ہے۔ آپ نے ان کو یک مرتبہ نکلنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ایک ایک دو دو کر کے انہیں نکالنا شروع کیا او ربہر حال جب تک آپ خود ان کے اندر تھے دشمنوں کو ایک قسم کا اطمینان تھا۔ آخر سب مسلمان جو نکل سکتے تھے مکہ سے نکل گئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو ساتھیوں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ مکہ میں رہ گئے۔

ایک مخالف مورخ کی طرف سے آپ کی عظمت کا اعتراف

اس واقعہ کو دیکھ کر ایک مخالف مورخ کا سر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے کہ آپ کو اپنے ساتھیوں سے کس قدر محبت تھی اور کتنا بڑا ایمان خدا پر تھا کہ خونخوار دشمنوں کے اندر جو دن رات آپ کو قتل کرنے کی فکر میں ہیں۔ اپنے آپ کو اکیلا چھوڑ دیتے ہیں مگر ساتھیوں کو بچا لیتے ہیں۔

مسلمان لیڈروں کے لئے سبق

اس میں آج مسلمانوں کے لیڈروں اور رہنماؤں کے لئے سبق ہے۔ آج جہاں کسی مسلمان آبادی کو دشمن سے خطرہ پیدا ہوا سب سے پہلے لیڈر اور رہنما بھاگے الا ماشاء اللہ۔ ایسی بھی مثالیں ہیں مگر بہت تھوڑی کہ کسی بڑے آدمی نے اپنے ساتھیوں کی پروا اپنے نفس سے زیادہ کی ہو عموماً ان بڑے لوگوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی زیادہ قیمتی ہے اگر وہی مارے گئے تو پیچھے قوم کی رہنمائی کون کرے گا۔ مگر کیا ان کی زندگیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔ آپ کی سنت تو یہ تھی کہ بڑا آدمی پہلے اپنے ساتھیوں کو بچانے کے لئے فکر کرے مگر یہاں تک بھی سنا گیا ہے کہ بڑے بڑے رہنما دوسروں سے یہ

اقرار اور عہد لے کر کہ آخر وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے۔ چھپ کر سب سے پہلے نکل گئے۔ خطرہ کے وقت رہنما کا کام یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بچانے کی فکر پہلے کرے۔ محمد رسول اللہ جیسا دوسرا رہنما تو دنیا پیدا نہ کر سکتی تھی مگر آپ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر پہلے اپنے ساتھیوں کی فکر کی اور یہاں رہنماؤں کو پہلی فکر یہ ہوتی ہے کہ سب سے پہلے وہ نکل کر حفاظت کے مقام پر پہنچ جائیں۔

صحابہؓ کی ہجرت کے بعد دشمنوں کی تجاویز

تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو ساتھیوں کے ساتھ مکہ میں رہ گئے۔ اب دشمن نے سوچا کہ آخری وار کا وقت آ گیا ہے اور اب ایک لحہ کی مہلت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی جائے۔ فوراً تمام قبیلوں کے سردار دارالندوہ میں جو مکہ معظّمہ کا کونسل ہال تھا جمع ہوئے۔ اس وقت جو تجویزیں ان کے سامنے تھیں ان کا ذکر اس آیت میں ہے جو میں نے پڑھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال کر کسی ایسی جگہ پھینک دیں کہ آپ اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو جائیں۔ اثبات قائم کرنے یا مضبوط کرنے کو بھی کہا جاتا لیکن اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ کسی شخص کو ایسی حالت میں کر دیا جائے کہ وہ حرکت کے قابل نہ رہے۔ اسی لحاظ سے اس لفظ کے معنی قید بھی ہیں جس کے لئے اصل لفظ سجن ہے تو بہر حال ایک تجویز کفار کی یہ تھی کہ رسول اللہ صلعم کو قید کر دیا جائے۔ دوسری یہ تھی کہ قتل کر دیا جائے اور تیسری یہ تھی کہ شہر بدر کر دیا جائے۔ آخری تجویز جس پر سب کا اتفاق ہو گیا وہ یہ تھی کہ آپ کے گھر کا محاصرہ کر کے آپ کو قتل کر دیا جائے۔ یہ بھی تجویز ہوئی کہ اس محاصرہ میں ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی شامل ہوتا کہ کسی خاص قبیلہ پر الزام نہ آئے۔

مکر کے معنی اور خدا کی تدبیر کی کامیابی

تو فرماتا ہے ویمکرون مکر کے معنی عربی زبان میں وہ نہیں جن معنوں میں پنجابی یا اُردو میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے بلکہ مکر کے معنی ہیں باریک تدبیر، اسی لئے آخر میں فرمایا ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین، وہ تدبیریں کرتے تھے اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے، خیر کا لفظ برائی کے ساتھ تو استعمال نہیں ہو سکتا، اس لئے مکر کے لفظ میں کوئی برائی یا بھلائی نہیں صرف تدبیر کے معنی ہیں، تو بتایا کہ انہوں نے تدبیر تو آپ صلعم کے متعلق کی لیکن ان کی تدبیر اپنی جگہ پر رہی، گھر کا محاصرہ بھی ہو گیا، آپ صلعم کے قتل کرنے کے تمام سامان بھی ہو گئے لیکن خدا کی تدبیر ہی کامیاب رہی اور آپ صلعم بچ کر گھر سے نکل گئے۔

نیکی اور راستبازی پھیلانے والوں کی مخالفت کیوں ہوتی ہے

یہ واقعی ایک تعجب کی بات ہے کہ لوگ ان لوگوں کو جو دنیا میں نیکی اور راستبازی پھیلانے آتے ہیں اور کوئی اجر نہیں مانگتے، کیوں ستاتے اور دکھ دیتے ہیں کیوں ان کے خطرناک دشمن بن جاتے ہیں، کیا محمد رسول اللہ صلعم نے قوم کا کچھ بگاڑا تھا؟ کوئی منصب چاہتے تھے؟ کوئی دولت اور مال کے خواہاں تھے؟ منصب اور دولت تو وہ خود آپ کو دینا چاہتے تھے لیکن آپ نے اس کو ٹھکرا دیا تو کیا وجہ ہے کہ لوگ آپ کے دشمن بن گئے اتنے خطرناک دشمن کہ آپ کو قتل کر دینے کے درپے ہو گئے، اصل بات یہ ہے کہ جب حق دنیا میں آتا ہے تو شیطان کو چونکہ حق کے ساتھ دشمنی ہے اس لئے وہ اپنے مظاہر تلاش کر لیتا ہے اور ان کے دماغوں کے اندر ڈال دیتا ہے کہ حق کو مٹانے کے لئے وہ تدبیروں میں لگے رہتے ہیں، محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی تو سراسر انسانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کی زندگی تھی مگر شیطان نے حق کو نیست و نابود کرنے کے لئے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ دوسرے سرداران قریش کو چن لیا اور وہ اس بات پر تل گئے کہ محمد رسول اللہ صلعم کو مٹا کر رہیں گے۔

قرآن کی آیات ہر زمانہ کے واقعات پر منطبق ہوتی ہے

قرآن کسی خاص زمانہ کے ساتھ خاص نہیں قیامت تک اس کی آیات، واقعات، عالم پر منطبق ہوتی رہیں گی۔ اگر ایک زمانہ میں اس کی آیات ایک واقعہ پر منطبق ہوتی تھیں تو دوسرے زمانہ میں اسی قسم کے دوسرے واقعات پر چسپاں ہوتی ہیں اور ہوں گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ میں تباہ نہ ہوئے بلکہ کامیاب ہوئے۔ اسلام کامیاب ہو گیا اور خوب کامیاب ہوا، مشرق سے مغرب تک اس قدر سرعت سے ترقی کی کہ کسی دوسرے مذہب کو اس سرعت و ترقی کا سواں حصہ بھی نصیب نہیں ہوا۔

دجال کی جسمانی رنگ میں اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش

پھر اس کے بعد زمانہ آیا جب باطل کی طاقتیں پھر اُٹھتی ہیں۔ پھر حق کو تباہ کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے، پھر شیطان کو ایسے مظاہر مل جاتے ہیں جو حق کی مخالفت کے درپے ہوتے ہیں، یورپ کی قومیں جن کو احادیث میں دجال کہا ہے۔ اسلام کو تباہ کرنے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئیں، دجال کے معنی ہیں فریبی، ایک عرصہ سے یورپ اس کوشش میں رہا کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے یا کمزور کر دیا جائے، چنانچہ پہلے اس کی قوتیں جسمانی رنگ میں اسلام کو مٹانے کے درپے ہوئیں، صلیبی جنگوں میں پوری کوشش کی گئی کہ اسلام کو تلوار سے ناکام اور تباہ کر دیا جائے لیکن آخر کار انہیں خود ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

سیاسی رنگ میں اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش

پھر دوسری کوشش سیاسی رنگ میں اسلام کو تباہ کرنے کی گئی، طرح طرح کے حیلوں سے مسلمانوں کے اندر اختلاف اور تفرقہ پیدا کیا گیا، ان کے خیالات پر اثر ڈال کر ان کی سیاسی قوت کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی پھر اس کے ساتھ ایک تیسری کوشش یہ شروع ہوئی کہ لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا کئے جائیں ویمکرون یہ مکر تھا، یہ خفیہ تدبیریں تھیں اسلام کو برباد کرنے کے لئے مگر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک کے لئے نہیں آیا تھا پہلے سے یہ بتا دیا گیا تھا کہ جب بھی اسلام کو مٹانے کے لئے کوئی کوشش کی جائے گی وہ کوششیں ناکام ہوں گی اور غالب اسلام ہی آئے گا تو یورپ نے اپنا پورا زور لگایا، ہمارے دیکھتے ہوئے حکومت نے بھی اور مشنریوں نے بھی مل کر اسلام کو کمزور کرنے اور مٹانے کی کوششیں کیں، بظاہر نظر نہیں آتا تھا کہ مار رہے ہیں مگر اندر ہی اندر ایسی تدبیریں کی گئیں جن سے اسلام کی تباہی مقصود تھی، یہ ایک مکر تھا ایک تدبیر تھی جو اسلام کو برباد کرنے کے لئے کی گئی۔

دجال کی وارث قوم اور ہندوستان سے اسلام کو مٹانے کی تدبیریں

اس وقت ہم اپنے موجودہ حالات کو دیکھیں تو بالکل ایسا نظر آتا ہے کہ ان موجودہ حالات پر یہ آیات صادق آتی ہیں، میں نے کہا کہ دجال نے اسلام کو تباہ و برباد کرنے کے لئے پوری کوشش کی، دجال تو چلا گیا لیکن اپنے وارث چھوڑ گیا اب ایک اور قوم کسی طرح انہی ہتھکنڈوں سے اسلام کو برباد اور کمزور کرنے کے درپے ہے۔ اسلام کو ہندوستان سے مٹانے کے لئے ایک عرصہ سے تدبیریں ہو رہی تھیں اور ان کے اندر سب سے بڑی تدبیر مسلمانوں کے اندر انتشار اور تفرقہ پیدا کرنا تھا جس میں ایک حد تک اعدائے اسلام کو کامیابی بھی ہوئی اور بہت سے لوگ جمہور اسلام سے الگ ہو کر خود مسلمانوں کو کمزور کرنے کا موجب بن گئے لیکن آج جو کچھ ہو رہا ہے اس پر اس آیت کا مضمون پورا صادق آتا ہے۔ آج امت محمدیہ پر وہی بے کسی کی حالت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت تھی کوشش یہ ہے کہ مسلمان اس ملک ہندوستان میں رہیں تو غلام ہو کر رہیں، کوئی حرکت اسلامی ان کے اندر نہ رہے، قیدیوں کی طرح رہیں یہ ہے یثبتوک پھر دوسری کوشش یہ ہے کہ پوچھنے والا کوئی نہ ہو، قتل کرتے جاؤ، ختم ہو جائیں گے اور اس سے بھی ختم نہ ہوں تو ان کو گھروں سے نکال دو۔

کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ ملانے اور پاکستان کو تباہ کرنے کی مخفی تدبیر

ان تمام واقعات میں جواب کسی آنکھ سے مخفی نہیں رہے ایک واقعہ بالخصوص ممتاز نظر آتا ہے جس پر یہ الفاظ ویمکرون یمکر اللہ چسپاں ہوتے ہیں۔ کشمیر کے واقعہ پر اگر غور کریں تو ہمارا دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح پر وہی باتیں اس کے اندر دوہرائی گئی ہیں، یہ بالکل واقعات ہیں، الزام کوئی دے یا نہ دے، جواب دے یا نہ دے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ کشمیر کو ایک نہایت گہری اور مخفی تدبیر کا بڑا بھاری آلہ کار بنایا گیا۔ غور کیجئے بٹالہ، گورداسپور، اجنالہ کی تحصیلیں جن میں مسلمان آبادی کی اکثریت تھی اور مسلمان اکثریت کے علاقہ سے یہ تینوں ملی ہوئی تھیں ان کو کیوں مشرقی پنجاب کے ساتھ ملا دیا گیا، تقسیم کی بنیاد تو یہ قرار دی گئی تھی کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی اور وہ مسلمان آبادی کی اکثریت کے ساتھ ملتے ہوں گے ان کو پاکستان کے ساتھ شامل کیا جائے گا لیکن خود مسلمان اکثریت کے علاقوں کو بھی ان سے چھین لیا گیا، یہ ایک بڑی مخفی تدبیر

کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ ملانے اور اس ذریعہ سے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کی گئی حالانکہ کشمیر میں اتنی بڑی اکثریت تھی کہ گویا خالص اسلامی علاقہ تھا بظاہر پہلے یہ کہا گیا کہ بٹالہ اور گورداسپور پاکستان کے ساتھ رہیں گے لیکن اندر ہی اندر ان کو مشرقی پنجاب میں شامل کرنے کی تدابیر کرلی گئیں، اگر ابتدا میں ہی بتا دیا جاتا تو مسلمانوں کی توجہ فوراً اس بات کی طرف چلی جاتی کہ اس لئے کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ ملانے والی سڑک وہ ہے جو بٹالہ گورداسپور پٹھانکوٹ سے جاتی ہے۔ اگر یہ حصہ پاکستان کو واقعی دے دیا جاتا تو کشمیر کبھی ہندوستان کو مل نہیں سکتا تھا۔ آپ تعجب کریں گے کہ کشمیر کو آلہ کار بنا کر کس طرح مسلمانوں کو تباہ کرنے کا سامان کیا گیا۔ یہ دجال کی مسلم کش پالیسی کا نتیجہ ہے، ابتدا میں یہ ظاہر کر کے کہ بٹالہ اور گورداسپور پاکستان میں رہیں گے، مسلمانوں سے دستخط کرائے گئے کہ جو تقسیم ہوگی منظور کرلی جائے گی۔ ان کو خبر نہ تھی اور وہم بھی اس طرف نہ جاسکتا تھا کہ یہ سب دھوکا بازی ہے اور ان علاقوں کو ہندوستان میں شامل کر کے کشمیر کو ملانے کی کوشش کی جائے گی۔

مدبرین انگلستان کی شمولیت

ویمکرون یمکر اللہ انہوں نے تو تدبیر کی تھی مگر خدا کی تدابیر آج بھی کامیاب ہوئیں اور ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے ان کی تدبیر کو ناکام کردیا خود کشمیر کے اندر ایسے لوگ کھڑے ہو گئے جو ڈوگرہ راج کے مظالم سے اس قدر تنگ آچکے تھے کہ انہوں نے اپنی آزادی کا اعلان کردیا اور دوسری طرف ان کے لئے پنجاب اور صوبہ سرحد کے لوگوں میں ہمدردی کا اتنا زبردست جوش پیدا ہو گیا کہ وہ کسی روک کی پروانہ کر کے ان کے ساتھ جا ملے اور کشمیر میں جنگ شروع ہوگئی مگر یہ جنگ شروع نہ ہوئی ہوتی تو اب تک لاہور میں بھی گڑبڑ پیدا کردی جاتی اور حیدرآباد کو بھی ہضم کرنے کا سامان کرلیا جاتا مگر اب حیدرآباد کے ساتھ ایک سال کے معاہدہ کرلیا گیا ہے۔

کشمیر کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دینی چاہیے

بہرحال کشمیر کے معاملہ میں مسلمانوں کا اُٹھ کھڑے ہونا ایک خدائی فعل ہے۔ میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ کشمیر کے معاملہ کو بڑی اہمیت دیجئے، یہ لڑائیاں جب شروع ہوتی ہیں تو بڑا لمبا عرصہ لیتی ہیں اور ان کے لئے بہت بڑی مالی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ غور کر لیجئے مسلمانوں کی جو فوجیں اس وقت جنگ کر رہی ہیں ان کی پیٹھ پر کوئی حکومت نہیں نہ کسی حکومت کا اسلحہ اور مال خرچ ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد صرف مسلمانوں کی قربانیوں پر ہے جو اپنی جانیں بھی دے رہے ہیں اور مال بھی دے رہے ہیں تو یہ ایک بڑی زبردست چال تھی جو مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے چلی گئی لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس چال کا ایک توڑ کشمیر کی جنگ کے رنگ میں پیدا ہو گیا اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان اب ہمت سے کام لیں اور اس چال کو ناکام بنانے پر پورا زور صرف کردیں، مسلمانانِ پنجاب کو سمجھ لینا چاہیے کہ کشمیر کا معاملہ ان کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے، ہمارے خلاف بڑی زبردست طاقتیں ملی ہوئی ہیں، ہم نہ تو حکومت کو مشورہ دے سکتے ہیں اور نہ حکومت ہمارا مشورہ مان سکتی ہے، میری اپیل اپنی جماعت سے بھی ہے اور دوسرے مسلمانوں سے بھی، میں کہنا چاہتا ہوں کہ کشمیر کے معاملہ کو بڑی اہمیت دیں، اس کو ہاتھ سے نہ نکلنے دیں، مسلمانوں کو کشمیر کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دینی چاہیے، اگر خدانخواستہ کشمیر ہاتھ سے نکل گیا وہاں ڈوگرہ راج قائم ہوگیا جو کچھ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا حشر ہوا وہی نہ صرف کشمیر میں بلکہ بالآخر مغربی پنجاب میں بھی ہوگا۔

اگر کشمیر نکل گیا تو مشرقی پنجاب والا حال ہوگا

آپ غور کر لیجئے کہ کس طرح مسلمانوں کو نکالنے کی وبا امرتسر سے اُٹھ کر جالندھر پہنچتی ہے اور پھر بٹالہ، گورداسپور ایک طرف اور کودھانہ انبالہ اور کرنال وغیرہ دوسری طرف مسلمانوں سے خالی کرالئے جاتے ہیں پھر یہ وباء دہلی میں پہنچی اور مشرقی پنجاب کے ساتھ ملے ہوئے ہندوستان کے دوسرے حصوں میں پہنچی تو اگر کشمیر نکل گیا تو مسلمانوں سے یہ جگہ بھی خالی کرالی جائے گی، ہم میں سے ہر ایک کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کشمیر ہاتھ سے نکل گیا تو مشرقی پنجاب والا حال ہوگا، پہلے ہی مشرقی پنجاب کے نکل جانے سے بہت بڑا نقصان ہوا ہے، اسلام کا نام وہاں سے مٹ گیا، مسجدیں برباد ہوگئیں، ان کو مندروں میں تبدیل کیا گیا، ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں حکومت کے سامنے ۱۳۵ مسجدیں برباد کی گئیں اور بعض کو مندر بنایا گیا، اللہ کا نام باقی نہ رہا۔

ذمہ داری

میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں پر اس کی بڑی ذمہ داری ہے، ہم نے اگر وہاں تبلیغ کی ہوتی تو یہ صورت پیش نہ آتی وہ جماعتیں ہماری تھیں، بہت تھوڑی تھیں مگر ان کا بھی بہت سا وقت اور مال آپس کے جھگڑوں میں برباد ہوا کاش یہ قوت اسلام کے غلبہ کو قائم کرنے پر خرچ ہوتی۔

خدا کے لئے جان و مال دینے کی تیاری کرلو

اس لئے یہ بات ہمارے لئے غور طلب ہے کہ اگر ایک موقع ہاتھ سے نکل گیا اور اس قدر عظیم الشان نقصان اُٹھانا پڑا تو اب دوسرا موقع ہاتھ سے نہ جائے۔ اس وقت بھی اگر ہم اصلاح کرلیں اور اسلام کے غلبہ کی کوشش کریں تو بچاؤ کی کوئی صورت ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ایک طرف شیطان ہے جو دنیا میں بدی کا بیج بوتا ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ دنیا میں صلح اور امن کا دورہ ہو، جب تک آپ اپنی ساری طاقت اس کے لئے نہ لگادیں جب تک اسلام کے غلبہ کے لئے پورا زور صرف نہ کردیں اس وقت تک کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی، صرف زبانی دعائیں کسی کام کی نہیں ہوتیں جب تک اپنے دلوں کو خدا کے آگے نہ جھکادیں اور پورا پورا خدا کے آگے نہ گر جائیں بیشک دعا کرو لیکن جس وقت دعا کرو تو نہ ہی انسان کے سامنے صرف خدا کے سامنے اقرار کرو کہ اے خدا یہ جو کچھ میرے پاس مال اور جائیداد ہے یہ سب تیرا مال ہے، میں تیرے رستہ میں اس کو ہر وقت خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں جب تک یہ تیاری دلوں کے اندر پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک خدا کا فضل رُکا ہوا ہے اور دعاؤں کی قبولیت میں بھی روک بنا ہوا ہے۔ کسی انسان سے نہ کہو صرف خدا کے سامنے تیاری کرلو اس کے آگے اپنی جان اور مال پیش کرنے کا عہد کرو۔ اگر یہ تیاری ہو تو خدا تعالیٰ کا فضل بھی نازل ہوگا ورنہ دشمن نے اسلام کو کمزور اور تباہ کرنے کی جو تدبیریں کر رکھی ہیں وہ بہت گہری ہیں تا ہم اللہ تعالیٰ کی تدبیریں کامیاب ہوں گی، اسلام ضرور غالب ہوگا لیکن اس کا غالب ہونا ہمارے اعمال پر موقوف ہے۔ چھوڑ دیجئے اس بات کو کہ دوسرے کیا کرتے ہیں، ہم کو امام وقت نے اس کام کے لئے کھڑا کیا تھا کہ دنیا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خدا کے نام کو دنیا میں بلند کریں گے۔ یہی ہمارا سب سے ضروری فرض ہے۔

بقیہ حضرت مرزا صاحب کے علم الکلام کی بنیاد

تردید انجیل سے نکال کر دکھاؤ اور دلائل بھی انجیل میں سے ہی دو'۔ کتاب جنگ مقدس آج بھی چھپی ہوئی موجود ہے جس کا دل چاہے پڑھ لے۔ حضرت مرزا صاحب نے تمام مباحثہ میں اس امر کا التزام کیا ہے۔ مگر ڈپٹی عبداللہ آتھم ایک قدم بھی اس رستہ پر چل نہ سکا پس قرآن کی یہ بڑی فتح تھی جس کی نظیر نہیں۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں جب لاہور میں جلسہ اعظم تحقیق مذاہب بڑی شان سے منعقد ہوا جس میں اس زمانہ کے تمام مذاہب نے بڑے اہتمام سے حصہ لیا اور یہ پانچ سوال پیش کئے گئے جن کے اندر مذہب کا سارا فلسفہ آجاتا ہے۔ دھو ہذا۔

(۱): انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتیں۔

(۲): انسان کی زندگی کے بعد کے حالات۔

(۳): دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہوسکتی ہے۔

(۴): کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔

(۵): علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

مطالبہ یہ تھا کہ ہر ایک مذہب والا اپنی اپنی مذہبی کتب کے رُو سے اُن کا جواب دے لیکن سوائے حضرت مرزا صاحب کے کوئی بھی اس کی پابندی نہ کرسکا۔ ہر مذہب والے نے جیسا ہوسکا اُلٹے سیدھے ان سوالات کے جواب دیئے لیکن ایک تو جوابات نہایت نامکمل اور غیر تسلی بخش دوسرے اپنی اپنی مذہبی کتب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جو کچھ تھا اپنے اپنے دماغ کا تخیل تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے جو جواب بھی دیا سب قرآن سے دیا۔ اور جو دلیل بھی دی قرآن کریم سے ہی دی اور جوابات اس قدر مکمل اور تشفی بخش تھے کہ مسلم و غیر مسلم دوست دشمن سب کے دل بول اُٹھے اور زبانیں پکار اُٹھیں کہ اس سارے جلسہ کا ماحصل اگر تھا تو یہی ایک مضمون تھا۔ انگریزی اخباروں نے بھی یہی اعتراف کیا۔ غرضیکہ حضرت مرزا صاحب کا آخر تک یہی طرز علم کلام تھا اور اپنے شاگردوں کو یہی تعلیم تھی۔

(مجدد اعظم جلد سوم ص18 تا24) (جاری ہے)

حضرت مرزا صاحب کے علم کلام کی بنیاد

ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم ومغفور

حضرت مرزا صاحب کے تصنیف کردہ لٹریچر اور کتب پر نظر ڈالنے سے صاف نظر آتا ہے کہ آپ کا علم کلام حنابلہ اور معتزلہ کے افراط وتفریط سے بالکل مختلف اور شاعرہ یا ماتریدیہ کی طرح اعتدال پر مبنی ہے لیکن وہ ان میں سے کسی کا پابند نہیں ہے۔ حضرت امام غزالی کی طرح وہ اس مغربی فلسفہ سے دین کی خدمت لینا چاہتے ہیں۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح وہ ہر پہلو سے کوشاں ہیں کہ اسلام کی صداقت ثابت ہو لیکن اس معاملہ میں حضرت مرزا صاحب کی طرز سب سے نرالی ہے۔ حضرت امام غزالی نے اگرچہ یونانی فلسفہ سے دین کی خدمت لی لیکن آپ کے استدلال کی بنیاد اسی یونانی فلسفہ پر کھڑی نظر آتی ہے۔ اسی طرح اسلام کے سارے متکلمین کا طریق یہی ہے کہ ان کے علم کلام کی بنیادیں اپنے زمانہ کے مسلمہ فلسفہ پر ہی قائم ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی معرفت صحیحہ نے یہ بھانپ لیا کہ دنیوی فلسفوں پر جس علم کلام کی بنیاد ہے وہ علی شفا حرفٍ ھارٍ کا مصداق ہے یعنی کھوکھلے ریتلے کناروں پر اس کی بنیادیں ہیں جو اگر آج نہیں گریں تو کل گر جائیں گی۔ کیونکہ زمانہ کے حالات اور لوگوں کے خیالات بدلنے پر فلسفہ بھی بدل جاتا ہے۔ جو بات کل بڑی معقول سمجھی جاتی تھی وہ آج بچوں کا کھیل نظر آتی ہے۔ اسی یونانی فلسفہ کو دیکھ لو کہ کل تک اس کی ہر ایک بات وحی اور الہام سے بھی بڑھ کر مستحکم سمجھی جاتی تھی مگر آج اسے طفلانہ باتیں اور لفظوں کا طلسم باطل سمجھا جاتا ہے۔ اسی مغربی فلسفہ کو دیکھ لو۔ آج سے چالیس پچاس برس قبل جو فلسفہ پتھر کی لکیر سے بھی زیادہ پختہ سمجھا جاتا تھا وہ آج خس وخاشاک کی طرح اُڑ گیا۔ یورپ کے مادہ پرستوں نے جب مادہ کے ازلی ابدی ہونے پر مہر تصدیق لگا دی تو سرسید احمد خان اور مولانا شبلی جیسے مسلمانوں کے رہنماؤں اور علماؤں نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ ان کے احساس کمتری نے ان میں یہ جرات نہ پیدا کی کہ اس کا مقابلہ کرتے۔ وہ اس مغربی فلسفہ سے مرعوب تھے۔ لیکن آج وہ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ انہی مادہ پرستوں پر یہ ثابت ہو گیا کہ یہ مادہ ازلی نہیں۔ یہ تو بجلی کے مفردات (الکٹرونز) سے پیدا ہوا ہے۔ اور وہ بجائے خود نبیولا سے پیدا ہوئے ہیں اور نبیولا ایتھر کی تاریک شعاعوں کی پیداوار ہے۔ آگے ایتھر کی شعاعوں کا تجزیہ ہوا تو ان کا عدم وجود برابر ہو گیا کیونکہ ان کی ہستی محض علم حساب کے رُو سے تو بنتی ہے۔ ورنہ دراصل کچھ بھی نہیں۔ فقط انرجی یعنی قوت ہی باقی رہ جاتی ہے گویا کسی ذی قوت کی قوت یا قدرت کا سارا مظاہرہ ہے۔ ورنہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں کسی قدرت نے محض اپنی قوت سے نیستی کو ہستی کی شکل دے دی جسے انرجی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی انرجی یعنی قوت کی عظمت کا اندازہ اس ایک نکتہ سے ہو جاتا ہے کہ جو انرجی ایک قطرہ پانی کی شکل میں ہمیں نظر آتی ہے۔ اُسے حاصل کرنے پر اگر ہم کسی طرح قادر ہو جائیں تو ایک قطرہ پانی کی انرجی سے ایک بڑا جہاز ساری دنیا کے گرد آٹھ دفعہ چکر لگا سکتا ہے لیکن ابھی تک ہم اس پر قادر نہیں اور نہ اُمید ہے کہ اس خدائی قوت پر انسان قادر ہو سکے۔ علامہ شبلی نے معتزلہ کی تائید کرتے ہوئے اور امام غزالی صاحب کے حدوث مادہ کے دلائل کو توڑتے ہوئے بڑے فخر سے لکھا ہے کہ ہم کسی ہستی کو نیست ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے''۔ لیکن آج وہ ریڈیم کی شعاعوں کی نیستی کو ملاحظہ فرماتے تو انہیں اپنی یہ دلیل واپس لینی پڑتی۔ معتزلہ کی اس دلیل کے متعلق میں ایک بات عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معتزلہ حنابلہ یا مشبّہ ظاہریہ پر تو ہنستے ہیں کہ یہ خدا کے ہاتھ اور آنکھ اور کان کے قائل ہیں۔ گویا خدا کو اپنے جیسا انسان سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بیچارے یہ کہتے ہیں کہ یہ اپنی بساط کے مطابق ہمارا قیاس ہے اس کی کیفیت ہمیں کماحقہ معلوم نہیں لیکن معتزلہ کے نزدیک یہ خیال مضحکہ انگیز ہے کہ خدا کو انسان کی ہستی پر قیاس کیا

جائے۔لیکن جب خدا کے علم اور قدرت کا معاملہ آتا ہے تو وہاں یہی ہنسنے والے معتزلہ خدا کو ٹھیک انسان کے علم اور قدرت کے پیمانہ سے ناپنے لگتے ہیں یعنی چونکہ ہم انسان نیست سے ہست نہیں کر سکتے اور مادہ کی ہستی کو نیستی سے نہیں بدل سکتے اس لئے خدا بھی نہ نیست سے ہست کر سکتا نہ ہست سے نیست کر سکتا ہے کیا یہ وہی مشبہ ظاہریہ والا طریق نہیں ہے۔اگر وہ خدا کو انسان پر قیاس کر کے اسے ہاتھ اور کان اور آنکھ جس کی کیفیت مجہول الکہنہ ہے، مانیں تو وہ احمق ٹھیریں کہ اس طرح خدا کے لئے جسم ماننا پڑتا ہے اور جسم سے پھر حد بندی لازم آئے گی حالانکہ وہ بیچارے اس کی کیفیت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں اور اس کے کان اور آنکھ کے حواس اور قوتوں کو لامحدود سمجھتے ہیں۔لیکن یہ ہنسنے والے معتزلہ صریح خدا کی قدرت اور علم کو انسان کی قدرت اور علم کی طرح محدود ٹھیراتے ہیں کیونکہ اس کے علم اور قدرت کو انسان کے علم اور قدرت کے پیمانہ سے ناپتے اور اسی پر قیاس کرتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو عقلمند اور حکیم بھی سمجھتے ہیں۔انسان نیست سے ہست اور ہست سے نیست نہیں کر سکتا۔اس لئے خدا بھی نیست سے ہست اور ہست سے نیست نہیں کر سکتا۔اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ خدا انسان سے بڑھ کر نہ طاقت رکھتا ہے نہ علم اور اسی لئے ان میں سے بعض معتزلی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا کو مخلوق کا تفصیلی اور جزئی علم نہیں گویا اس طرح صریح طور پر خدا کو ایک محدود ہستی اور اس کو اس کی خدائی سے جواب دے دیتے ہیں۔اور بجائے اپنی عقل پر ہنسنے کے حنابلہ غریبوں پر ہنستے ہیں۔معتزلیوں کی اس قسم کی بے انصافیوں کی مثالیں کئی ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ خلیفہ مامون رشید کے زمانہ میں معتزلیوں نے قرآن کے مخلوق ہونے پر سب سے بڑی دلیل یہ دی تھی کہ قرآن کریم میں خدا نے اپنے آپ کو خالق کل شی فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک شے کا پیدا کرنے والا ہے تو پھر قرآن اس سے باہر کیسے رہ سکتا ہے حالانکہ قرآن بحیثیت خدا کے کلام کے غیر مخلوق ہونا چاہیے کیونکہ غیر مخلوق کا کلام ہے۔لیکن میں یہاں اس مسئلہ پر بحث نہیں کر رہا۔میں اس بات کو دکھلانا چاہتا ہوں کہ جب معتزلہ خالق کل شیٍ ء کے ماتحت قرآن کو مخلوق ماننے کے لئے مجبور تھے تو مادہ کو مخلوق ماننے کے لئے اُنہیں یہ خالق کل شیٍ ء کی آیت کیوں بھول گئی۔اس لئے کہ وہاں مدمقابل کوئی غریب مولوی نہیں۔ارسطو اور افلاطون ہیں جن کے سامنے کنّی دیتی ہے۔اور جن کے فلسفہ سے قلوب مرعوب ہیں۔اگر مادہ کوئی شے ہے تو خالق کل شیٍ ء کے مطابق خدا اس کا خالق کیوں نہیں۔یہاں معقولیت کے ان نمائندوں نے دو طفل تسلیاں دی ہیں۔

(۱): ایک تو یہ کہ مادہ کی قدامت یا اس کا حدوث اسلامی مسئلہ نہیں مگر یہ بالکل غلط ہے۔اگر مادہ غیر مخلوق ہے اور خدا کی طرح ازلی ابدی ہے تو وہ دوسرا خدا ہے اور یہ توحید کے خلاف ہے بلکہ دہریت ہے کیونکہ اگر مادہ قدیم ہے تو اس کے خواص بھی قدیم ماننے پڑیں گے۔پس مادہ کی محض شکل کو بدلنے کے لئے کسی خدا کی ضرورت نہیں باقی رہتی۔اور اگر ہو بھی تو اس کو ماننے کی ضرورت نہیں۔کیونکہ دو قدیم چیزوں میں ایک کو دوسری پر زبردستی کی حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''اے لوگو تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تم متقی بنو'' (سورۃ البقرہ) یعنی انسان اپنے رب کی عبادت کا اس لئے متکلف ہے کہ وہ اس کا خالق ہے۔اگر وہ خالق نہیں اور نہ اس سے ہمیں نفع پہنچ سکتا ہے نہ نقصان تو یہ زبردستی کی حکومت کیسی۔حقیقت تو یہ ہے کہ مادہ پرستی اور دہریت اسی قدامت مادہ کے نظریہ سے ہی پیدا ہوئی ہے اور اسی بات نے دنیا کو روحانیت اور معرفت الٰہی سے محروم کر رکھا ہے۔

(۲): دوسرا امر جو یہ لوگ بطور طفل تسلی پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگرچہ خدا اور مادہ ازلی ابدی ہیں مگر ایک علت ہے اور دوسرا معلول۔چنانچہ ان کی آپس کی نسبت ایسی ہے جیسے کنجی کے گھومنے سے تالے کا کھلنا۔کنجی کا گھومنا اور تالے کا کھلنا ایک ہی وقت میں ہوتا ہے لیکن ایک علت ہے دوسرا معلول۔یہ فلسفہ کی دھوکا بازیوں کی کیسی عمدہ مثال ہے۔ذرا لفظوں کے پیچ سے باہر نکل کر اس مسئلہ کو حل کرو۔سوال تو یہ ہے کہ کیا خدا کا خالق ہے؟ یعنی اس نے نیست سے فوراً یا بتدریج مادہ کو پیدا کیا ہے یا نہیں۔اگر نہیں پیدا کیا اس لئے کہ وہ نیست سے ہست نہیں کر سکتا تو پھر اس مثال کے کیا معنی۔ہم یہ تو نہیں بحث کر رہے کہ خدا کے فعل میں اور اس کے نتیجہ میں کوئی وقفہ بھی ہوتا ہے یا نہیں۔یا فعل کے ظہور کے ساتھ ساتھ نتیجہ بھی وجود میں آنے لگتا۔تب تو تالے اور کنجی کی مثال ٹھیک بھی بیٹھتی۔سوال تو یہ ہے کہ وہ نیست سے ہست کر سکتا ہے یا نہیں۔اگر نہیں کر سکتا اور وہ اس کائنات کو

بنانے کے لئے مادہ یا روح کا محتاج ہے تو پھر یہ تالے اور کنجی کی مثال کیسی محض لفظی گورکھ دھندا۔

قصہ مختصر یہ کہ سائنس کی ترقی فلسفہ اس قدر تبدیلیاں پیدا کرتی چلی جارہی ہے کہ اس فلسفہ کی بنیاد پر مذہبی علم کلام کی بنیاد کھڑی کرنی غلطی تھی اور ہے جن دنوں حضرت مرزا صاحب زندہ تھے ان دنوں مادہ فلسفہ نہ صرف مادہ کو ہی ازلی ابدی قرار دیتا تھا بلکہ زمان اور مکان کو بھی ازلی ابدی قرار دیتا تھا۔ مگر آج جس طرح مادہ کی ازلیت کا انکار ہوگیا۔ اسی طرح زمان اور مکان کے وجود کا ہی انکار ہوگیا۔ مشہور ڈاکٹر آئینسٹائن کا نظریہ جس نے سائنس کی دنیا میں آج قبولیت عامہ کی سند حاصل کی ہے یہ ہے کہ زمان اور مکان Time & Space کوئی چیز نہیں۔ نہ وہ کوئی مادہ ہے، نہ کوئی قوت بلکہ محدود چیزوں کی ایک حد بندی ہے جس طرح ہر محدود جسم کے لئے طول اور عرض اور عمق کی تین حد بندیاں سب کو مسلم ہیں۔ اسی طرح ہر جسم کی چوتھی حد بندی زمان اور مکان ہے۔ پس زمان و مکان اجسام کی حد بندی کا نام ہے۔ اس کا وجود کوئی نہیں۔ دیانند سرسوتی نے اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد کھینچ کھانچ کر مادہ اور روح اور مکان اور زمان کے ازلی ابدی ہونے پر رکھی تھی لیکن آج ان کے غلط ہوجانے سے وہ بنیاد گر کر ملیامیٹ ہوگئی۔ اب مکڑی کے جالے کی طرح اندر سے کوئی اور تار نکال کر اس بیت عنکبوت کو آریہ صاحبان قائم کریں۔ ورنہ پرانے تار تو سب ٹوٹ گئے۔ پس خدا کا دین بیت عنکبوت کے تاروں پر نہیں قائم رہ سکتا۔ حضرت مرزا صاحب تو انگریزی پڑھے ہوئے نہ تھے نہ موجودہ زمانہ کے فلسفہ اور سائنس کی کتابیں آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ آپ تو آبادی سے دُور ایک گمنام گاؤں میں زاہد خلوت نشین کی طرح زندگی بسر کرتے تھے لیکن خدا کی طرف سے جو علیم وحکیم ہے آپ کو یہ علم بخشا گیا کہ فلسفہ وسائنس کے اوپر مذہبی علم کلام کی بنیاد رکھنا ہی غلطی ہے۔ آپ نے بانگ دہل یہ اعلان کیا کہ قرآن ایک کامل کتاب ہے۔ وہ جو دعویٰ کرتا ہے اس کے دلائل بھی خود ہی دیتا ہے۔ کامل کتاب کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ جس بات کا دعویٰ کرے اس کے دلائل کے لئے اپنے ماننے والوں کا منہ تکے۔ قرآن کریم خود فرماتا ہے ”رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جو تمام دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت پر دلائل اور نشانات رکھتا ہے اور حق و باطل میں تمیز کرتا ہے“ (البقرہ) یعنی نہ صرف یہ کہ قرآن کریم تمام دنیا جہان کے لئے عالمگیر ہدایات پیش کرتا ہے بلکہ ان پر دلائل و براہین بھی خود دیتا ہے اور اتنا ہی نہیں کہ اپنی صداقتوں پر خود ہی دلیل بھی دیتا ہے بلکہ جو ادیان ان ہدایتوں کے خلاف تعلیم پیش کرتے ہیں ان کو باطل ثابت کرکے حق و باطل میں امتیاز بھی قائم کرتا ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم زید یا بکر کے علم کلام کا محتاج نہیں بلکہ وہ خود اپنا علم کلام اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جس علم کلام کو میں لے کر آیا ہوں وہ وہی علم کلام ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ جو فلسفہ قرآن کے اپنے فلسفہ سے مطابق ہے وہ سچا ہے جو اس کے مخالف ہے۔ وہ غلط ہے خواہ وہ فلسفہ افلاطون وارسطو کا ہے خواہ یورپ اور امریکہ کا ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ دعویٰ کیا بلکہ آپ کا عمل ہمیشہ اسی اصول پر رہا۔ جب کبھی کسی اہم مسئلہ پر لکھنے بیٹھتے تو اس مضمون کو ذہن میں رکھ کر قرآن شریف کو شروع سے آخر تک پڑھ جاتے کہ قرآن شریف اس مسئلہ پر کیا فرماتا ہے اور کیا دلائل پیش کرتا ہے۔ جو آیتیں اس کے متعلق ملتیں انہیں نوٹ کرتے جاتے۔ اس کے بعد وہ مضمون لکھتے۔ چنانچہ آپ کی تصنیفات میں یہی رنگ نظر آتا ہے۔ آپ کی سب سے پہلی اور معرکتہ آلارا تصنیف براہین احمدیہ میں یہی فلسفہ قرآن ہمیں نظر آتا ہے۔ ۱۹۸۳ء میں جب امرتسر میں ڈپٹی عبداللہ آتھم سے اسلام اور مسیحیت پر مشہور ومعروف مباحثہ ہوا جو جنگ مقدس کے نام سے کتاب کی شکل میں شائع شدہ موجود ہے۔ اس مباحثہ میں آپ نے فریق ثانی کو اسی امر میں چیلنج کیا یعنی آپ نے فرمایا کہ ایک کامل کتاب کا فرض ہے کہ جو مذہب اور اصول وہ پیش کرے اس کے دلائل بھی خود دے نہ کہ دعویٰ تو خود کرے اور دلائل کے لئے اپنے ماننے والوں کا منہ تکے۔ اور اس دعویٰ کے خلاف کوئی دوسرا مذہب جو دعویٰ کرتا ہے اس کو باطل بھی وہ خود کرے چنانچہ ہم قرآن کریم کے متعلق اس امر کا التزام کریں گے کہ اسلام کے سچے عقائد کی تائید اور مسیحیت کے غلط عقائد کی تردید قرآن کریم سے ہی پیش کریں گے اور اس کے دلائل بھی قرآن کریم سے ہی دیں گے۔ پس انجیل اگر ایک کامل کتاب ہے تو مسیحی عقائد خصوصی کی تائید اور اسلام کے خصوصی عقائد کی

(بقیہ صفحہ نمبر 10)

جرمنی (برلن) سے ایک مہمان کی آمد

از: سید ناصر احمد صاحب، مترجم عامر عزیز صاحب

امام برلن عامر عزیز صاحب کے ساتھ جرمن مہمان محترم فیصل کریسچن صاحب دس دنوں کے لئے لاہور مرکز میں تشریف لائے۔ ان کا نہایت ہی پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ معزز مہمان جرمنی کے ایک مشہور و معروف فوٹو گرافر ہیں، وہ یونیسکو کے ساتھ بھی کام کرتے ہیں۔ معزز مہمان جامع برلن کو اپنی تصاویر کے ذریعہ سے جرمنی اور دیگر ممالک میں متعارف کراتے ہیں۔ وہ اپنی تصاویر کے ذریعہ سے جامع برلن کی نہ صرف خدمت کرتے ہیں بلکہ اس کے ذریعہ جرمنی میں جماعت احمدیہ لاہور کے تعارف کا ایک ذریعہ ہیں۔ ان کی آمد پر محترم و مکرم سید ناصر احمد صاحب نے ان کے اعزاز میں انگریزی میں ایک مختصر تعارف لکھا اس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے:

''میں شبان الاحمدیہ کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھے ہمارے معزز مہمان فیصل کریسچن صاحب کا تعارف کرانے کا موقع دیا ہے۔ ہمارے معزز مہمان کئی سالوں سے جامع برلن کے مستقل معاون و مددگار ہیں اور انہیں یہ مسجد اسی طرح پیاری ہے جس طرح ہمیں۔ محترم فیصل کریسچن کا نام ان کی شخصیت کا مظہر ہے۔ سب مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اسی طرح عزت کرتے ہیں جس طرح کہ باقی انبیاءؑ کی کیونکہ انہوں نے انسانیت اور امن کی خاطر دُکھ اور تکالیف اٹھائیں اور صلیب پر چڑھنا بھی منظور کر لیا۔ یہی معاملہ ان تمام انسانوں کا ہوتا ہے جو حق کی خاطر کوشش کرتے ہیں اور انسانیت کی فلاح کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ محترم فیصل صاحب نہایت ہی مخلص شخص ہیں جو فن اور خوبصورتی کے لئے تن من دھن سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ خواہ انہیں یہ خوبصورتی کسی بھی مذہب یا قوم سے حاصل ہو۔ میں نے انہیں نہایت ہی مخلص اور اپنے کام سے لگن رکھنے والا انسان پایا ہے۔ انہوں نے برلن میں کام کرنے سے پہلے لندن میں سات سال کئی اداروں کے ساتھ کام کیا ہے اور ہماری جامع برلن کی کئی سالوں سے بغیر کسی عوض کے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ اس مسجد کی خوبصورتی کو سردیوں، گرمیوں، بہار اور خزاں کے موسم کے دوران مختلف زاویوں سے پیش کریں۔

پچھلے سال جب ہم جامع برلن کے 90 سالہ کونشن کی تقاریب منعقد کر رہے تھے تو حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ کی فیصل کریسچن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ ان کے جذبے اور کام سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں لاہور (پاکستان) آنے دعوت دی اور حضرت امیر کی خصوصی کاوش کی وجہ سے یہ مہمان عامر عزیز صاحب کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ محترم فیصل صاحب نہ صرف ایک پیشہ ور فوٹو گرافر ہیں بلکہ انہیں اپنے کام کے ساتھ جنون کی حد تک عشق ہے۔ اس کے علاوہ اللہ نے انہیں وسیع النظری بھی اللہ نے عطا کی ہے۔ وہ اپنے کیمرہ کے لینز کے ساتھ وہ کچھ دکھا دیتے ہیں جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جب ہم نے انہیں جامع برلن اور اس سے ملحقہ مشن ہاؤس کی تصاویر اُتارنے کی درخواست کی تو ان کا ابتدائی کام اس قدر حیران کن تھا کہ یہ ہمارے لئے ایک سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسجد کے مختلف زاویوں سے تصاویر اور اس کے گردو پیش کی تصاویر اس قدر آنکھوں کو لبھانے والی تھیں کہ دیکھنے والا انگشت بدن داں رہ جاتا ہے۔

ہم یقیناً ان تصاویر کی ایک جھلک اپنے ممبران اور دیگر افراد کے لئے جو اس میں دلچسپی رکھتے ہوں گے اپنی ویب سائیٹ پر ڈالیں گے تاکہ لوگ جامع کی خوبصورتی اور ہمارے مخلص مبلغین کے عظیم الشان کام کا نظارہ کرسکیں۔ یہ تصاویر جامع کی شاندار تعمیر اور خوبصورت ڈیزائن کو بہترین انداز میں پیش کریں گے۔ جس طرح کہ جامع کے بانی حضرت مولانا صدر الدینؒ نے انتھک محنت اور عمدہ کاوش سے اس کو تعمیر کروایا تھا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ تصاویر اور اس مسجد کی تاریخ 1925ء سے لے کر دوسری جنگ عظیم کے دوران (بقیہ صفحہ نمبر 17)

حضرت سلمانؓ فارسی کی کہانی

اُن کی اپنی زبانی

’’میں اصفہان کی ایک بستی ’’جیان‘‘ کا رہنے والا ایک ایرانی نوجوان تھا۔ میرے والد اس گاؤں کے زمیندار اس کے باشندوں میں سب سے زیادہ مالدار اور سماجی لحاظ سے سب سے بلند مقام و مرتبہ کے مالک تھے وہ میرے روز پیدائش ہی سے میرے ساتھ غیر معمولی محبت رکھتے تھے اور ان کی یہ محبت مرور ایام کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی اور اس میں شب و روز ارتقا و اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے نقصان پہنچنے کے موسوم خطرات کے پیش نظر انہوں نے لڑکیوں کی طرح میرے گھر سے نکلنے پر سخت پابندی عائد کردی۔ میں نے اپنے آبائی مذہب مجوسیت کا علم حاصل کرنے اور اس کے احکام و فرائض پر عمل کرنے میں غیر معمولی محنت اور دلچسپی سے کام لیا اور ترقی کر کے آتش کدہ کا مرزبان ہوگیا اور شب و روز اس کو دہکانے اور روشن رکھنے کی ذمہ داری میرے سپرد کردی گئی۔

میرے والد کے پاس کافی زمین تھی۔ جس سے بڑی مقدار میں غلہ حاصل ہوتا تھا۔ زمین کا انتظام اور فصلوں کی دیکھ بھال وہ بذاتِ خود کرتے تھے۔ ایک بار کسی مصروفیت کی وجہ سے وہ گاؤں نہیں جاسکے اس لئے مجھ سے کہا کہ بیٹے تم دیکھ رہے ہو کہ اپنی مصروفیت کے سبب سے میں کھیت پر نہیں جاسکتا۔ آج میری جگہ تم وہاں چلے جاؤ اور ان کی نگرانی کرو۔ والد صاحب کی ہدایت کے مطابق میں کھیت پر جانے کے ارادے سے نکلا راستے میں میرا گذر عیسائیوں کے ایک گرجا کی طرف ہوا۔ اس وقت گرجا میں نماز ہورہی تھی، ان کی آواز میرے کانوں میں پڑی تو میری توجہ ان کی طرف مبذول ہوگئی۔ چونکہ میرے والد نے گھر سے نکلنے اور لوگوں کے ساتھ رابطہ و تعلق قائم کرنے پر پابندی لگادی تھی۔ اس لئے میں نصاریٰ اور دیگر اہل مذہب کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ جب میں نے ان کی آواز سنی تو یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کیا کررہے ہیں گرجا میں داخل ہوگیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو ان کی عبادت اور نماز کا یہ انداز مجھے بہت پسند آیا اور میرے اندر ان کے مذہب سے رغبت پیدا ہوگئی۔ میں نے دل میں کہا کہ بخدا ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ پھر میں غروب آفتاب تک ان کے ساتھ رہا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس دین کی اصل کہاں ہے، انہوں نے کہا کہ اس کی اصل شام میں ہے۔ جب رات کو گھر واپس آیا تو میرے والد مجھ سے ملے اور انہوں نے میری کارگذاریوں کی روئیداد پوچھی۔ میں نے کہا ابا جان! میرا کچھ لوگوں کی طرف گذر ہوا جو کینسہ میں نماز پڑھ رہے تھے مجھے ان کا طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں غروب آفتاب تک ان کی صحبت میں رکا رہا۔ میرے اس عمل سے والد صاحب بہت گھبرائے اور انہوں نے کہا کہ بیٹے اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے۔ تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے، میں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! ان کا دین ہمارے دین سے اچھا ہے، میری بات سن کر والد صاحب کو اس بات کا اندیشہ پیدا ہوگیا کہ کہیں میں اپنے دین سے پھر نہ جاؤں چنانچہ انہوں نے مجھے گھر میں قید کر کے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدیں۔ موقع پاکر میں نے نصاریٰ کے یہاں پیغام بھیجا کہ اگر شام جانے والا کوئی قافلہ تمہارے پاس پہنچے تو مجھے آگاہ کرنا۔ خوش قسمتی سے چند ہی روز کے بعد شام جانے والا کوئی قافلہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ اور انہوں نے مجھے اس کی اطلاع کردی، میں نے کوشش کر کے اپنے آپ کو بیڑیوں سے آزاد کیا اور چپکے سے ان کے ساتھ شام پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دریافت کیا کہ دین مسیحیت کا سب سے افضل آدمی کون ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ پادری جو گرجا کا متولی و منتظم ہے اس وقت کا سب سے افضل اور بہتر نصرانی ہے چنانچہ میں نے اس کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا میں نصرانیت کی طرف مائل ہوں۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں۔ آپ کی خدمت کروں، آپ سے اس کی تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔

اس نے میری درخواست قبول کرلی اور مجھے اپنے ساتھ قیام کی اجازت دے دی چنانچہ اس کے ساتھ گرجا میں رہنے اور اس کی خدمت کرنے لگا لیکن چند ہی روز رہنے کے بعد مجھے معلوم ہوگیا کہ اپنے اخلاق و عادات اور اپنی سیرت و

کردار کے اعتبار سے وہ کوئی اچھا آدمی نہیں ہے وہ اپنے متبعین کو صدقہ وخیرات کا حکم دیتا اور ثواب کی خوشخبری سناتا۔ جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے لوگ اسے مال دیتے تو وہ سب کچھ اپنے لئے جمع کر لیتا۔ فقراء و مساکین کو اس میں سے کچھ نہ دیتا۔ یہاں تک کہ دھیرے دھیرے اس کے پاس کافی دولت جمع ہوگئی۔ اور اس کے یہاں سونے سے بھرے ہوئے سات گھڑے اکٹھے ہوگئے۔ اس کا یہ رویہ دیکھ کر مجھے اس سے شدید نفرت ہوگئی کچھ دنوں کے بعد جب اس کا انتقال ہوگیا اور نصرانی اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے ان کو بتایا کہ یہ بہت بُرا شخص تھا تم لوگوں کو صدقہ و خیرات کا حکم دیتا مگر تمہارے دی ہوئی پوری کی پوری رقم اپنی ذات کے لئے جمع کر لیتا تھا۔ اس سے محتاجوں اور ضرورت مندوں کو ایک حبہ نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے کہا تم کو کیسے معلوم؟ میں نے کہا کہ میں تمہیں اس کا خزانہ دکھاتا ہوں اور میں نے وہ جگہ دکھادی۔ انہوں نے وہاں سے سات گھڑے نکالے جو سونے چاندی سے پُر تھے۔ یہ دیکھ انہوں نے کہا بخدا ہم اس کو ہرگز دفن نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے اس کی لاش صلیب پر لٹکا کر اس پر پتھروں کی بارش کردی۔ اس کے چند روز بعد انہوں نے اس کی جگہ ایک دوسرے شخص کو مقرر کردیا اور میں اس کی صحبت میں رہنے لگا۔ میں نے دنیا میں کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ دنیا سے بے نیاز آخرت کا مشتاق اور عبادت کا پابند ہو۔ میں اس سے غیر معمولی محبت کرنے لگا اور ایک مدت تک اس کی صحبت سے مستفید ہوتا رہا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے عرض کیا محترم! میرے لئے آپ کی کیا وصیت ہے۔ آپ مجھے اپنے بعد کس کی صحبت اختیار کرنے کی نصیحت فرمارہے ہیں۔ اس نے کہا بیٹے! اپنے علم کی حد تک میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو اس دین پر قائم ہے جس پر میں تھا۔ وہ فلاں شخص ہے جو موصل میں رہتا ہے اس نے صحیح دین میں کوئی تحریف نہیں کی ہے حق اب صرف اسی کے پاس ہے۔ جب میرے مرشد کا انتقال ہوگیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو اپنی پوری سرگزشت سے آگاہ کر دیا۔ میں نے اسے بتایا کہ فلاں بزرگ نے اپنی موت کے وقت مجھے آپ کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت کی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ اب صرف آپ ہی اس دین پر قائم ہیں۔ جس پر وہ تھے میری بات سن کر انہوں نے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی اور میں وہاں رہنے لگا۔ میری بدقسمتی کہ ان کی موت کا پروانہ بہت جلد آگیا جب ان کی انتقال کی گھڑی قریب آگئی تو میں نے عرض کیا کہ محترم! میرے لئے کیا وصیت ہے مجھے کس کے پاس جانے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ میری بات سن کر انہوں نے فرمایا بیٹے بخدا مجھے نہیں معلوم کہ نصیّبین کے فلاں شخص کے سوا کوئی دوسرا آدمی اس دین پر باقی ہے جس پر ہم لوگ ہیں بس تم وہیں جاؤ اور اس کی صحبت اختیار کرو۔ اس بزرگ کی تجہیز و تکفین کے بعد میں نصیّبین والے بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اپنے حالات اور اپنے مرشد کی ہدایت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر رضامندی ظاہر کی اور میں ان کے پاس مقیم ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اسی دین پر قائم ہیں جس پر پہلے دونوں بزرگ تھے لیکن مجھے ان کی صحبت میں رہتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ بزرگ بھی چل بسے۔ انتقال سے قبل انہوں نے مجھے ایک اور شخص کا پتہ دیا جو عموریہ میں رہتا تھا۔ اور کہا کہ میرے بعد تم اس کے پاس چلے جانا۔ میں ان کی ہدایت کے مطابق عموریہ پہنچا۔ تمام حالات و واقعات سے انہیں باخبر کیا اور بزرگ کی وصیت کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمت میں قیام کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔ بخدا وہ مذکورہ بزرگوں کے طریقے پر قائم تھے۔ میں ان کی صحبت سے فیضیاب ہونے لگا۔ ان کے یہاں رہتے ہوئے میں نے کچھ گائیں اور بکریاں پال لیں جب ان کی موت کا وقت آپہنچا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ میرے معاملے سے اچھی طرح واقف ہیں میرے بارے میں کس کو وصیت کر رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا بخدا! میرے علم کی حد تک روئے زمین پر اب کوئی ایسا شخص نہیں جو اس دین پر قائم ہو جس پر ہم تھے لیکن وہ وقت قریب آگیا جب سرزمین عرب میں ایک نبیؐ دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ پھر وہ اپنے وطن سے کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا جو حرتین کے درمیان واقع ہے۔ اس کی چند واضح نشانیاں ہیں وہ ہدیہ قبول کرے گا۔ صدقہ نہیں کھائے گا اور اسکے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر ہو سکے تو تم اسی علاقے میں چلے جاؤ۔

ان کے انتقال کے بعد کچھ دنوں تک میں عموریہ میں مقیم رہا۔ ایک دن ادھر سے عرب تاجروں کا گذر ہوا جو قبیلہ نبی کلب سے تعلق رکھتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اپنے ساتھ عرب لیتے چلو تو میں تمہیں اپنی ساری گائیں

اور بکریاں دے دوں گا، وہ تیار ہو گئے اور میں نے اپنے جانوران کے حوالے کر دیئے جب قافلہ وادی القریٰ پہنچا تو انہوں نے میرے ساتھ غداری کی اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد بنو قریظہ کا ایک یہودی مجھے خرید کر اپنے ساتھ یثرب لے گیا۔ میں نے وہاں کھجوروں کے پیڑ دیکھے جن کا ذکر عموریہ والے بزرگ نے کیا تھا۔ میں نے ان علامتوں کو پہنچان لیا جو اس بزرگ نے بتائی تھیں۔ اس وقت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں ہی تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ ایک روز میں اپنے آقا کے باغ میں کھجور پر چڑھا ہوا کچھ کام کر رہا تھا۔ میرا آقا اسی درخت کے نیچے بیٹھا تھا اتنے میں اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ بنو قینقہ کو ہلاک کرے وہ سب قبا میں ایک شخص کے گرد جمع ہیں جو آج ہی مکہ سے آیا ہے اور خود کو نبی بتا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی میں جلدی جلدی درخت سے اُترا اور اس آدمی سے پوچھنے لگا کہ ابھی تم کیا کہہ رہے تھے ذرا وہ بات مجھے دوبارہ بتاؤ اس پر میرے آقا نے غضبناک ہو کر مجھے ایک گھونسہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب جاؤ اپنا کام کرو۔ شام کو کچھ کھجوریں ساتھ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں اور آپ کے کچھ غریب الوطن اور ضرورت مند ساتھی ہیں۔ یہ صدقے کی تھوڑی سی کھجوریں ہیں یہ لے لیجئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کھاؤ مگر خود نہ کھائیں۔ میں نے یہ پہلی علامت دیکھی۔ اس کے بعد میں واپس گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ آئے تو میں دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج یہ کھجوریں ہدیہ خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ نے ان میں سے خود بھی کھائیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی شریک کیا۔ میں نے دل میں سوچا یہ دوسری علامت ہے۔ تیسری بار جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بقیع مرقد میں کسی صحابیؓ کی تدفین میں شریک تھے۔ میں نے آپ کو بیٹھتے ہوئے دیکھا اس وقت آپ کے جسم پر دو چادریں تھیں۔ میں نے قریب ہو کر سلام کیا اور پشت کی جانب آ گیا تا کہ وہ مہر نبوت دیکھ سکوں شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا مقصد سمجھ گئے اور پشت پر سے چادر سرکا دی۔ میں نے خاتم نبوت کو دیکھا، اسے پہچانا اور جھک کر اسے بے ساختہ چومنے لگا۔ اس وقت میری آنکھوں سے مسرت کے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت کی اور میں نے اپنی پوری سرگذشت بیان کر دی جس کو سن کر آپ مسرور ہوئے اور اس بات سے خوش ہوئے کہ آپ کے اصحابؓ نے میری تلاش حق کی داستان سن لی، ان لوگوں نے بھی اس پر انتہائی حیرت و استعجاب کا اظہار کیا اور بیحد مسرور ہوئے۔ (ماخوذ، پیغام صلح ۱۵ اپریل ۱۹۸۹ء)

بقیہ جرمن (برلن) سے ایک مہمان کی آمد

کے حالات جب اس کے میناروں اور گنبد کو شدید نقصان پہنچا اس کو بہترین انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا ذریعہ ہوں گی۔ ان تصاویر کے ذریعہ سے ہی اس چھوٹے تاج محل (جامع برلن) کی خوبصورتی کو پہچانا جا سکے گا۔ جامع برلن کا نقشہ بالکل تاج محل کو سامنے رکھ کر بنایا گیا اور یہ برلن میں Mini تاج محل کے نام سے مشہور ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ محترم فیصل کرسچن صاحب اس کام کو اس جذبے سے کرتے ہیں کہ وہ ان تصاویر کو زندگی کے رنگ سے بھر دیتے ہیں اور ایسا کرتے وقت ان کے سامنے کوئی دنیاوی غرض نہیں ہوتی۔ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے محترم فیصل صاحب کے اس دورہ کو ممکن بنایا اور ان کی نہایت اعلیٰ دیکھ بھال کی گئی۔ میں فیصل کرسچن صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ان جذبات کو اپنی بیگم صاحبہ تک بھی پہنچائیں جو کہ انہی کی طرح صلاحیت اور طاقت رکھتی ہیں اور انہوں نے بھی ہمارے کنونشن میں شرکت کی تھی۔''

محترم فیصل صاحب کی تصاویر کی نمائش بھی کی گئی جسے ہر دیکھنے والے نے سراہا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان کا یہ کام بہت وسیع پیمانے پر جامع برلن کی تشہیر کا موجب بنے گا۔ محترم فیصل صاحب نے انجمن کے مختلف شعبہ جات اور مصروفیات کی ساڑھے تین ہزار سے زائد تصاویر بنائیں۔ اس دوران معزز مہمان کو اسلام آباد اور مری کی سیر بھی کروائی گئی۔ جسے انہوں نے نہایت پسند کیا اور انجمن کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں نہ صرف جماعت احمدیہ لاہور کے مرکز کو دیکھنے کا موقع ملا بلکہ پاکستان جیسے خوبصورت ملک کی سیر و تفریح کا موقع بھی میسر آیا۔

قرآن مجید اور علم الاعداد

ملک بشیر اللہ خان راسخ

(ادارے کا مضمون نگار کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے)

قرآن کریم کی درج ذیل آیات میں اعداد کا ذکر ہے:

ترجمہ: ''اور ہر چیز اُس نے گن کر محفوظ کر رکھی ہے''۔

(سورۃ الجن پارہ نمبر 29 آیت نمبر 28)

''اور کہتے ہیں کہ سوائے گنتی کے دنوں کے ہمیں آگ نہیں چھوئے گی''۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 80)

''اور گنتی کے دنوں میں اللہ کو یاد کرو پھر جو کوئی جلدی کر کے دو دِنوں میں چلا جائے''۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 203)

''اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار میں رکھیں''۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 228)

''وہی ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب جان لو''۔

(سورۃ یونس آیت نمبر 5)

''اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن کیا (بنالیا) تا کہ تم اپنے رب کا فضل طلب کرو اور تا کہ سالوں کی گنتی اور حساب کو جانو''۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 12)

''سو ہم نے غار میں اُن کے کانوں پر گنتی کے سال پردہ ڈال رکھا''۔

(سورۃ الکھف آیت نمبر 11)

''سو تو اُن پر (عذاب کے لئے) جلدی نہ کر ہم صرف اُن (کے دنوں) کی گنتی اُن کے لئے پوری کر رہے ہیں''۔ (سورۃ مریم آیت نمبر 84)

''کہے گا تم کتنے برس زمین میں رہے'' (سورۃ المومنون آیت نمبر 112)

''ایک مقرر دن کے مقرر وقت پر اکٹھے کئے جائیں گے''۔

(سورۃ الحاقہ آیت نمبر 69)

''اُس نے اُن پر 7 راتیں اور 8 دن چلائے رکھا جڑ سے کاٹتی ہوئی''۔

(سورۃ الواقعہ آیت نمبر 7)

''لوگوں کے لئے اُن کا وقتِ حساب قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں''۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر 1)

''تمہارے ان میں مقررہ وقت تک فائدے ہیں''۔

(سورۃ الحج آیت نمبر 33)

''اُس دن تک جس کا وقت معلوم ہے''۔

(سورۃ ص پارہ نمبر 23 آیت نمبر 81)

''کیونکہ وہ حساب کی اُمید نہ رکھتے تھے''۔

(سورۃ النبا پارہ نمبر 30 آیت نمبر 27)

آدم اوّل سے امروز تک قدیم حکماء، قدیم اقوام، پرانے زمانہ کے لوگ، عبرانی آرین، یونانی، مصری، قبطی (قبط) (حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے کا نام جس کی اولاد مصر کے اصلی باشندے ہیں) میں علم الاعداد کا رواج تھا۔ کریٹ، کلاؤیہ، اقوام میں بھی موجود تھا۔ اس کے بعد اہل عرب نے اس علم کو اپنا کر علم الجفر کو ایجاد کر کے اس کا جزو بنایا۔ علم جعفر حضرت علیؓ اور حضرت امام جعفر علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی علم الاعداد کا اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ دنوں، ساعتوں اور سیارگان اور ان کے اثرات کا بھی ذکر کیا۔ علم نجوم سے متعلق بھی

ذکر کیا ہے۔ پہلے علم الاعداد کے بارے میں کچھ رقم کرتا ہوں۔

قرآن کریم میں آتا ہے:

''اور ہر چیز اُس نے گن کر محفوظ کر رکھی ہے''۔

(سورۃ الجن پارہ نمبر 29 آیت نمبر 28)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ترجمہ: ''علم الاعداد تمام مخفی علوم میں افضل ہے''۔

1+2+3+4+5+6+7+8+9=45

ایک تا 9 اعداد کا مجموعہ 45 ہے۔ مجموعہ کو مفرد کریں 9=4+5

کوئی رقم کتنی بھی بڑی کیوں نہ ہو۔ اکائی، دھائی، سینکڑہ، ہزار، لاکھ، کروڑ، ارب، کھرب، پدم، سنکھ اور بھی بڑی ہو۔ ان کے اعداد کو لکھ کر تمام اعداد کو آپس میں جمع کر دیں جو مجموعہ آئے اس کو مفرد در مفرد کرتے جائیں۔ 1 تا 9 کے اعداد تک ہی آئے گا۔ پھر صفر (Zero) کی ایجاد۔ صفر عربی کا لفظ ہے جس کے معنی خالی، کھوکھلا، چھوٹا دائرہ جو علم حساب میں کسی بھی عدد کو دو چند (دھائی) میں کرنے کے لئے عدد کی داہنی جانب Right Side لکھا جاتا ہے۔ اہل تقویم کی اصطلاح میں صفر (Zero) ستارہ زہرہ (Venus) کی اور Zodiac میں برج حمل Aries کی علامت ہے۔

علم الاعداد کے بحر اور اس میں لامحدود خزانہ کے متلاشی بہت کم ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ علم الاعداد کو دنیا میں وہ درجہ اور اہمیت حاصل نہیں جو علم نجوم کو حاصل ہے۔ کیونکہ اولین قدیم اقوام میں اور آج دور حاضر میں بھی علم نجوم کو فن کی حیثیت اور درجہ حاصل ہے اور یہ واقعی دنیا میں مستند مانا جاتا ہے۔ دنیا میں مخفی علوم تقریباً دو درجن کی تعداد میں موجود ہیں اور معدودے چند لوگوں کو دنیا میں ان علوم پر عبور حاصل ہے۔ ان میں علم توجہ ہے علم کیرل، علم جعفر، علم رمل اور پوشیدہ غیر معمولی علم مسمریزم، ہپناٹزم، علم ریمیا، (اس علم کے عمل سے آدمی جہاں چاہے جاسکتا ہے) علم سیمیا، علم ہیمیا۔

علم طلسم اور علم نظر بندی وہ علم جس کے ذریعہ اپنی روح دوسرے کے قالب میں لے جائی جائے۔

علم الاعداد، گنتی، حساب اور اہمیت اور انفرادیت، علم ریاضی، طبعی اور الٰہی کے علاوہ حکمت کی تیسری قسم اس علم میں اُن اُمور پر بات بحث کی جاتی ہے جو فقط وجود خارجی میں مادہ کے محتاج ہیں۔ جس طرح مقدار اور عدد خاص کر مادیات میں پائے جاتے ہیں نہ کہ مطلق۔

علم الاعداد انسانی زندگی سے متعلق سوالات کا جواب بھی دیتا ہے۔ متقدمین اور متاخرین، حکماء اور محققین نے اعداد میں خفیہ اسرار اور اثرات کو تسلیم کیا ہے اور مشاہدات سے اور عمل سے ثابت بھی کیا ہے۔ جس کو باری تعالیٰ نے اعداد میں امانت رکھا ہے۔ ابجد

ا	ب	ج	د
ہ	و	ز	ح
ط	ی	ک	ل
م	ن	س	ع
ف	ص	ق	ر
ش	ت	ث	خ
ذ	ض	ظ	غ

کل 28 حروف عربی ہیں، ہر حرف کا ایک عدد مقرر ہے اور اصل حرف سے اس کے اصل عدد کا اثر زیادہ موثر مانا جاچکا ہے۔ ہر عدد مختلف تراکیب و ترتیب، جمع، تقسیم، اضراب کی وجہ سے اپنے اثرات کو بڑھاتا ہے۔ اعداد اپنی وسعت کے لحاظ سے چاہے جس قدر بھی ہوں وہ 1 سے 9 تک کے عدد سے مل کر بنتے ہیں۔ ان مفرد اعداد کی انسانی ترتیب کا نام مرکب اعداد ہے جو دس کے عدد سے لے کر کروڑوں، اربوں سے زیادہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

اعداد کی اہمیت اور افادیت اور حقیقت سے قدیم اور جدید کوئی قوم کبھی انکار نہیں کرسکتی۔ کاروبار دنیا اور کاروبار کائنات ان اعداد وشمار کی بدولت چل رہے ہیں اور تا قیامت چلتے رہیں گے۔

1 تا 9 اور 9 تا 1 تک کے مفرد اعداد اس علم کی اُمہات ہیں اور باقی سب اعداد جو ان کے مرکب ہوکر بنتے ہیں متولدات ہیں۔ صفر زوئدات میں شمار ہوتی ہے جو مالک کائنات کی ابدیت کی علامت ہے۔ 10 برس کے ہندسہ کے آگے جو صفر (Zero) آتی ہے۔ وہ صرف 9 اور 1 ایک کے عدد کو علیحدہ کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ 1 کا عدد سب اعداد سے اول ہے۔ جو اس قادر مطلق کی احدیت کی علت اولی کو بیان کرتا ہے۔

''کہہ اللہ ایک ہے۔'' ایک کا عدد خالق اور باقی مخلوق ہے۔ اس عدد 1 کی مختلف زاویوں کی ترتیب سے باقی 8 عدد بنتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علیؑ وجہ صفر (Zero) سے متعلق فرماتے ہیں: **انا نقطته التحتِ الباء**

حرف 'ب' کے نیچے جو نقطہ ہے وہ میں ہوں۔ جیسے کتب معتمدہ اہل اسلام میں پایا جاتا ہے کہ اس مظہر العجائب ذات اقدس نے غروب آفتاب سے لے کر طلوع صبح تک بائے بسم اللہ کے مقدس نقطہ کے رموز اور اسرار بیان فرمائے اور بعد نماز فجر صبح فرمایا ''اگر حق تعالیٰ میری عمر تا قیام لمبی کردے اور میں صرف اس نقطہ کے اسرار و رموز بیان کرتا رہوں تو اس کے اسرار و رموز اور غوامض کبھی ختم نہ ہوں۔ آپؑ نے علم انقاط پر جو بیان فرمایا مختلف اسلامی کتب میں موجود ہے۔ 9 کا عدد حیّ و قیوم کی ازلی ابدی ہستی کا شاہد ہے۔ کیونکہ اس عدد 9 کو جتنا بھی فی نفسہ ضرب دیتے جاؤ اور حاصل ضرب کو اکائی بناتے جاؤ تو حاصل اکائی وہی 9 کا عدد ہوگا۔ اس کی ہیت عددی کبھی تبدیل نہ ہوسکے گی۔ اس لئے 9 کا عدد مظہر ذاتِ احدیت ہے۔ 9 کا عدد اپنی انفرادی حیثیت کو تا قیامت عالم ظہور میں باقی رکھے گا۔

اعداد کا نام اللہ تعالیٰ نے مصلحت کے ساتھ قائم دائم رکھا ہے اور تا قیامت قائم رہے گا۔ کسی بھی کائنات اور کائنات کے نظام کے اندر کوئی بھی تعداد ان مفرد اعداد سے باہر نہیں جاسکتی۔ ہر تعداد پر یہی 9 اعداد حاطہ رکھتے ہیں۔

1 کا عدد ابتدا ہے اور 9 کا عدد انتہاء ہے۔ ایک کا عدد عکس ہے اور 9 کا عدد معکوس ہے۔ علمائے اعداد نے اسی وجہ سے 9 کے عدد کی خاصیت کو سفر و جلاوطنی اور بازگشت مقرر کی ہے اور اس کی ہستی ہر انقلاب کے بعد قائم رہتی ہے اور یہ عدد اپنی مرکزیت نہیں چھوڑتا اور تمام دنیا کی گنتی اعداد مفردہ میں موجود ہے اور ان کے خواص قدرت نے موجودات عالم پر تقسیم فرمائے ہیں۔ اعداد ہر شے پر اثر ڈالتے ہیں۔

فیثا غورث

یونانی لفظ پیتا گورس کا معرب (معرب وہ لفظ جو کسی اور زبان کا ہو مگر اس میں تھوڑا سا تصرف کر کے اسے عربی بنالیا گیا ہو۔ جیسے مسلک معرب ہے فارسی لفظ مشک کا) اسی طرح فیثا غورث بن گیا، جو ایک مشہور حکیم کا نام ہے جو یونان کے شہر صور کا رہنے والا تھا۔ اس وقت کے حاکم نے فیثا غورث کو اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ اس نے اکثر ممالک کی سیاحت کی۔ کئی سال مصر میں رہ کر علم ہیئت میں کمال حاصل کیا۔ دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے بلکہ شاہان وقت بھی اس کے گرویدہ تھے۔ مختلف علوم میں 280 کتابیں تصنیف کی ہیں۔ مقالہ اوّل کی 48 اشکال اسی کی ایجاد ہیں۔ یہ نامور اور شہرہ آفاق حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریباً 500 سال پہلے ہوا ہے۔ حکیم فیثا غورث سے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ علم الاعداد کا موجد ہے اور اسی نے اپنی ریسرچ سے اعداد کے خواص اور اثرات دریافت کر کے 1 سے 9 تک کے عدد قائم کرتے ہوئے ہر ایک عدد کے مطابق مفصل بیان دیا ہے۔ یہ صحیح ہو یا غلط یہاں اس پر بحث نہیں جو بھی ہو قیام اعداد کا سلسلہ اس خالق کائنات تک جاتا ہے۔ ممکن ہے فیثا غورث نے ان اعداد کی صرف شرح کی ہو۔ **واللّٰہ عالم بحقیقتہ حالہ۔**
بہر حال یہ علم اعداد مفردہ ایک اسرار مکتومہ ہے۔ پوشیدہ راز ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ علم انقاط کے موجد ہیں اور الجبرا صفر کا مظہر اتم ہے اور اس کے اسرار غوامض کے علم کا ایک نام ہے جسے ریاضی کا ہر عالم اور ماہر مانتا ہے۔ جب سے اعداد اور گنتی کا علم انسانوں کو ودیعت ہوا اس دن سے اس علم کی بنیاد پڑی۔ متقدمین کا اس پر عمل رہا اور متاخرین نے اسے وضاحت سے بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے ''اور ہر چیز اُس نے گن کر محفوظ کر رکھی ہے'' (سورۃ المزمل آیت نمبر 28)

دیگر علوم کی ابجدوں کی طرح اس علم کی ابجد کے اعداد ان سے مختلف ہیں۔

مختلف قوموں نے ان حروف کی تعداد اور اعداد کو مختلف طریقے پر بیان کیا ہے۔ یورپ میں اس کے اعداد کو دو مختلف طریقوں پر بیان کیا ہے۔

اہل ہند نے حروف کی تعداد کے اعداد کو چند مختلف طریقوں پر بتلایا ہے۔ حروف کے اعداد علیحدہ اوران کے سُروں کے اعداد علیحدہ مقرر کیے ہیں۔ نظام فیثا غورث کے اعداد مختلف ہیں۔ بعضوں نے صرف بائیس اعداد کے خواص پر انحصار کیا ہے اور بعضوں نے ہزاروں تک کی گنتی اعداد کے خواص کو آشکار کیا ہے۔ پھر ان کے خواص واثرات کا معیار کسی ایک کلیہ پر نہیں ہے۔ قوانین علیحدہ علیحدہ ہیں مگر تجربہ کی کسوٹی پر بہترین ثابت ہوتے ہیں۔

گنتی، دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب کا ذکر قرآن مجید میں:

عدد 1 ''کہہ اللہ ایک ہے''(سورۃ اخلاص آیت نمبر 1)

عدد 2 '' (سورۃ بنی اسرائیل آیت 12)

عدد 3 '' (سورۃ المرسلت آیت نمبر 30 ''تین دن سوائے اشارہ کے لوگوں سے بات نہ کر''(سورۃ آل عمران آیت 41)

عدد 4 ''اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کریں (ارتقاب) تو اپنے میں سے اُن پر 4 گواہ بلاؤ''۔

عدد 5 ''ہاں اگر تم صبر کرو اور تقوٰی کرو اور وہ اپنے پورے جوش میں تم پر حملہ کریں، تمہارا رب پانچ ہزار (دشمن) کو تباہ کرنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا''۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر 125)

عدد 6 ''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس کے درمیان ہے چھ وقتوں میں پیدا کیا''۔(سورۃ السجدہ آیت نمبر 4)

عدد 7 ''ہم نے تمہارے اوپر سات رستے بنائے''۔

(سورۃ المومنون آیت 17)

عدد 8 ''اُس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں۔ اس شرط پر کہ آٹھ سال میری نوکری کرے''۔

(سورۃ القصص آیت 27)

عدد 9 ''اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال بغیر کسی روگ کے سفید نکلے گا۔ فرعون اور اس کی قوم کی طرف 9 نشانیاں میں سے ہے وہ نافرمان لوگ ہیں''۔

(سورۃ النمل آیت نمبر 12)

عدد 10 ''فجر گواہ ہے اور 10 راتیں''۔(سورۃ الفجر آیت نمبر 1 تا 2)

1 تا 9 اعداد، اعداد مفردہ تعداد میں 9 عدد ہیں۔ ان ہی 9 اعداد سے باقی اعداد کی تخلیق ہوئی ہے۔ یہ اپنے اثرات وخواص کے لحاظ سے کائنات کی جملہ امور پر حاوی سمجھے گئے ہیں۔ ان ہی سے ہر ایک سوال کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ یہ نسبت دیگر شافی ہوتا ہے اور ہر عدد مفرد سے علماء اعداد نے چند امور کی نسبت دی ہے۔ وہ اعداد 1 تا 9 ان امور کی نسبت جواب دیتے ہیں۔ 1 تا 9 اعداد کے اندر خداوند کریم نے لاتعداد اسرار رکھے ہوئے ہیں۔

اعداد کے منسوبات: عدد ایک (1)

اقتدار، حصول عروج، تکبر، رعب وجلال، خواہش کا نام (عمر سائل)۔ قسمت، کیفیت مزاج، خیر وشر، نطق وتدبیر، عزت وحرمت، کام کاج روزگار، استاد و مرکب، حکام وقت، بادشاہ، مقدمہ، عدالت، حال نفس وتن ومال اُمراء روزاء، تسلط واقتدار پسندی، تکبر، خود آرائی۔

عدد دوم (2) جذبات پرستی، دن رات ہر ضد کی حقیت، سیر وسفر کرنا، روحانی تعلقات، دنیوی تعلقات، نفی واثبات وقسمت، ہستی نیستی، حال اولاد معاون، بخل وسخاوت، انقلاب، امانت وخیانت، حالات کیمیا ورسائن وغائب، قرضہ لین دین، علم وہنر، قسمت کا مدوجزر، عدم استقلال، انقلابات۔

عدد تین (3) جسم وعقل وروح کے متعلق، ترقی ہر قسم درجہ کمالیت، بلند وامارت، تعبیر خواب، ہمشیرہ وداماد، علم ہندسہ، فلسفہ، شفاء، مریض، عشق ومحبت، حصول جاگیرات، بھائی و مرض برادر، امید وسعادت، حرارت خون، نیک وبد۔

عدد چار (4) مادی دنیا سے متعلق ہے، حصول جائیداد، شہرت و ناموری، مال واملاک وحصول، خواہشات، زراعت، خزانہ ودفینہ، باغ، مکان، ورثہ، حوادث ارضی، کیفیت مکان، عملی نتائج وغرور، خودداری۔

عدد پانچ(5) خوبصورتی وحسن، ذہنی استعداد وقابلیت، انصاف، عدالت کا حال، دلیل، دلکشی، قابلہ، اخبار، انعام، نتیجہ امتحان، ہار جیت، جذبات سے متعلقہ امور۔

عدد چھ(6) باہمی التفات کے خواص سے متعلق ہے۔عیش وعشرت، حسن وعشق، ازدواجی مسرت وتعلقات، تشخیص مرض، جادو، بگاڑ، عدالت، نوکر چاکر، گم شدہ وگریختہ دشمن، حاسدین، سزا، جرمانہ، قرض خواہاں، ہزل از منصب، شعروسخن، معاشرت، حقائق۔

عددسات(7) معزز قارئین اس عدد کو میں نے اپنی ذاتی تحقیق میں، نظام میں، کائنات میں قدرت کا پسندیدہ عدد اور زیادہ اہمیت کا حامل عدد قرار دیا ہے۔نظام کائنات میں نہایت سرگرم عدد ہے۔اس عدد سے متعلق نہایت دلچسپ اور معلوماتی تحریر بھی اسی مضمون کا حصہ بناؤں گا فی الحال عددسات تکمیل اُمور سے متعلق ہے۔ترقی ہرقسم، عہدہ ہرقسم، معائدات ہرقسم، مقاصدات ہرقسم، تجارت حال منکوحہ، نکاح وشرکت زیارات، سفر غیرممالک وبحری مقابلہ فتح و شکست، حال غائب، ملاقات، ضمانت دنیا، ذاتی اثر ہردلعزیزی، رفتار زمانہ کا ساتھ دینا۔

عدد آٹھ(8) تخریبی امور کے متعلق ہے۔تخریبی امور، نیستی، بدامنی ،خوف وخطر، تباہی وبربادی، خون خرابہ، قتل، موت، پھانسی، ناکامی، امراض، اثرات جنگ، حرق وغرق، ناگہانی واقعات، وقوعات، بھوک پیاس، لوٹ کھسوٹ محرومی ومجبوری۔

عددنو(9) زوال کے بعد عروج سے متعلق ہے۔ذہانت، نیا عروج، خواہش اقتدار، افسری وحکومت، خوشگوار انقلاب، جوش عمل، جنگی سپرٹ، نئی زندگی، نئی خواہشات، تدبیر ورائے، کوشش درکار، قیام روزگار وسلطنت، حال دشمن، مستعدی وآتش مزاجی۔

انہی اعداد سے کسی بھی سوال پر سائل کے سوال کا جواب نکالا جاتا ہے۔ عمیق علم ہے۔علم نجوم، علم جعفر اور علم الرمل کی طرح علم اعداد سے بھی انسانی زندگی اور مستقبل سے متعلق ہرقسم کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔یہ علوم دنیاوی علوم میں نہایت برس ہا برس کی محنت شدیدہ اور بہت گہرے مطالعہ اور تحقیق سے اسرار ورموز سے آگاہی ہوتی ہے۔

علم الاعداد کا علم نجوم سے دامن چولی کا ساتھ ہے۔علم نجوم سے لوگوں کو بکثرت گہری دلچسپی ہے اور جدید انٹرنیٹ، الیکٹرانگ پرنٹ میڈیا، اخبارات و رسائل اور ٹیلیویژن پر علم نجوم کو بہت پزیرائی حاصل ہے۔اعداد اور سیارگان کا تعلق واضح کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

1 تا 9 اعداد مفردہ کا ٹھیک سیارگان سے ایک ذاتی تعلق ہے۔سیاروں کے تعداد جو بذاتہ متحرک ہیں قدیم سے 9 ہے۔اسی طرح اعداد میں بھی مفرد عدد 9 ہیں۔باقی جملہ اعداد جہاں تک گنتی میں چلے جاویں۔ان 9 اعداد سے ہی متولد ہوتے ہیں۔کائنات میں خالق کل نے اپنی مخلوقات پر اعداد کو بھی سیارگان کی طرح حکمران قرار دیا ہے۔ہرایک کی حکمرانی کا ایک خاص وقت بھی مقرر فرمایا ہے۔اسی لحاظ سے یہ اعداد بھی کل امر مرہوم باوقا تھا کے تحت اپنے اپنے خاص اوقات میں کائنات پر حکمران ہوتے ہیں یعنی جس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ یہ اعداد اس وقت میں نہایت طاقتور و بارعب وجلال ہوتے ہیں۔جیسے کوئی ستارہ کسی وقت کسی برج میں شرف یافتہ ہوتا ہے اسی طرح ٹھیک اعداد بھی شرف یافتہ ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں ان اعداد میں اُن تاریخوں کو مثبت ومنفی طاقتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

حقیقت میں بروج آسمانی دوقسم کے ہیں(۱): طاق (۲): جفت

علم الاعداد میں اسی بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ پیدا ہونے والے بچے کی پیدائش کے وقت ستارہ شمس برج طاقت میں تھا یا جفت میں اگر برج طاقت میں تھا تو اتوار کا ایک عدد مثبت لیا جاوے گا اور اگر برج جفت میں تھا تو اتوار کا منفی عدد چار لیا جاوے گا۔

اسی طرح سوموار ستارہ قمر سے منسوب ہے۔ اگر ستارہ قمر اس وقت برج طاق میں ہوگا تو اس کا مثبت عدد سات لیا جاوے گا اور اگر جفت میں تھا تو اس کا منفی عدد دو میں لیا جاوے گا۔ اسی طرح دوسرے اور ستاروں کا خیال رکھنا چاہیے۔

حکماء اعداد کا قول ہے کہ جو شخص آدھی رات کے بعد پیدا ہوگا اس کا مثبت عدد لیا جاوے گا یعنی A.M جو بعد دوپہر P.M پیدا ہووے گا اس کا منفی عدد لیا جاوے گا۔

سیارگان	شمس	قمر	مریخ	عطارد	مشتری	زہرہ	زحل
منصوبہ دن	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
مثبت عدد	1	7	9	5	3	6	8
منفی عدد	4	2	5	9	6	1	3

علم الاعداد کا علم بہت پیچیدہ ہے جس کی کہنہ کے حاصل کرنے کے لئے ایک وسیع مطالعہ اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ ماہرین اعداد، اعداد کی تین قسمیں کرتے ہیں۔(ا): اعداد کی انفرادی قسم (۲): اعداد کی شخصی قسم (۳): اعدا کی مقسومی قسم اور بعض اعدادا ایک افرد کے لئے خوش قسمتی کا باعث ہوتے ہیں اور وہی اعداد دوسروں کے لئے بدقسمتی کا باعث بن جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں سعد طالع والے واقعات خوش بخت عدد والے دن واقع ہوتے ہیں اور خراب واقعات نحس دنوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ اعداد مختلف اور متعدد طریقوں سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

اعداد کے استنطاق کا طریقہ

اعداد کو فی نفسہ دوسرے اعداد میں جمع کرنے کو استنطاق کہتے ہیں۔ جیسے 257 اس مجموعہ کو ایک دوسرے میں جمع کریں۔ 2+5+7=14

14=1+4=5 اس عدد کو مستنطق کہتے ہیں۔

جتنے بھی بڑے اعداد ہوں ان کو اس طریقہ سے اکائیوں میں تبدیل کرنے کا نام استنطاق ہے۔

حکیم فیثا غورث، علم الاعداد کی تاریخی شخصیت ہیں اور حکیم ہرمس نام قدیم تاریخ میں موجود ہے۔ جب اس عاجز ملک بشیر اللہ خان راسخ نے عرب کی تاریخ اور قدیم حکماء سے متعلق تحقیق کی تو یہ سامنے آیا کہ ہرمس ادریس علیہ السلام کا نام ہے، آپ وقت کے حکیم بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور لکھا ہے کہ ''علم ریاضی انہی کی ایجاد ہے''۔ ان دونوں ہستیوں کا ذکر کتاب متداولہ میں موجود ہے۔ ایک اور نامور ماہر علم الاعداد اور Palmist کیرو، چیرو نے علم الاعداد کے 9 عدد میں سے صرف 8 عدد کو اپنایا ہے اور 9 کا عدد اپنے عقیدے کے مطابق خارج کر دیا ہے۔ وہ ایک سے آٹھ 1 تا 8 تک کے اعداد مفرد کے خواص کا قائل ہے۔ اور 9 کا عدد جو ہر حیثیت میں اپنے وجود کو نمایاں رکھتا ہے۔ معلولی وجہ کی بناء پر اس نے 9 کو ترک کر کے 8 مفرد اعداد کے اثرات بیان کیے ہیں۔ اس صاحب علم الاعداد کی تقلید بعض اہل ہند اور دیگر متاخرین نے بھی کی ہے اور بعض نے سنسکرت کے حروف کو بھی 8 تک کے نمبر نہیں دیئے۔

مزید کچھ حکماء عدد 13 کو منحوس قرار دیتے ہیں اور کچھ قدیم حکماء 7 کے عدد کو نحس تصور کرتے ہیں۔ سیارہ زحل Saturn کو نحس اکبر مانا ہے۔

غور طلب بات

8 کا عدد نحس عدد ہے اور یہ عدد سیارہ زحل Saturn کا Commander ہے۔ زحل کا حاکم عدد اور علم نجوم قدیم سے متقدمین سے متاخرین تک نے اہل ہنور نے علم الاعداد کے متعلق بہت تحقیق کی ہے۔

عدد 8 کو دنیا کے تمام متقدمین و متاخرین حکماء نے نحس عدد قرار دیا ہے۔ سیارگان علم نجوم میں جیسا کہ سیارگان Planets آپس میں دوستی، دشمنی رکھتے ہیں۔ اسی طرح اعداد بھی ایک دوسرے سے دوستی، دشمنی رکھتے ہیں۔

علم الاعداد کی اب تک پوری تدوین نہیں ہوئی مگر اکثر حالات میں سائل کے سوال کا جواب اعداد کی روشنی میں درست ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

جماعتی سرگرمیاں

رپورٹ بابت رابطہ باہمی

چوہدری ناصر احمد صاحب (رابطہ آفیسر مرکزیہ)

حضرت امیر قوم کی ذاتی دلچسپی اور اَن تھک محنت سے رابطوں کا مستقل باضابطہ آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا باقاعدہ دورہ جماعت اوکاڑہ کا ہوا۔

(۱): جناب چوہدری ناصر احمد صاحب (رابطہ آفیسر مرکزیہ)

(۲): جناب عثمان نذیر صاحب (جنرل سیکرٹری مرکزیہ)

(۳): جناب چوہدری شکیل ہمایوں صاحب (اسسٹنٹ سیکرٹری مرکزیہ)

(۴): جناب فضل حق صاحب (فاضل مبلغ وصدر شبان الاحمدیہ مرکزیہ)

کے گروپ کی صورت میں جماعت اوکاڑہ کے مرکز میں مورخہ 17 اپریل 2015ء کو صبح گیارہ بجے پہنچا۔ جماعت کی فری ڈسپنسری کے لان میں اوکاڑہ جماعت کے مبلغ قاری فضل الٰہی صاحب اور سیکرٹری اوکاڑہ جماعت پروفیسر عزیز احمد صاحب نے خوش آمدید کہا۔ ڈسپنسری کا جائزہ لیا گیا اور امام مسجد قاری فضل الٰہی صاحب سے بریفنگ لی گئی۔ اس موقع پر جماعت کے 85 سالہ بزرگ چوہدری عبدالکریم صاحب جن کا تعلق حضرت مولانا محمد علیؒ کے خاندان سے ہے تفصیل سے معلومات دیں۔

12 بجے تمام احباب جماعت مسجد میں جمع ہو گئے۔ الحمد اللہ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ احباب جماعت جن میں بچے نوجوان بزرگ خواتین و مرد شامل تھے۔ اُن کا جوش وخروش دیدنی تھا۔ اوکاڑہ جماعت کے صدر چوہدری عبدالرحمٰن صاحب (ایڈووکیٹ) اور سیکرٹری پروفیسر عزیز احمد صاحب کی فعالیت منہ بولتا ثبوت نظر آتی تھی۔

پروگرام میں پہلے رابطہ آفیسر چوہدری ناصر احمد صاحب نے جماعت بندی کے لئے باہمی تعاون، رابطے، جماعت کے اساسی نظریات و مقاصد، بیعت کا قرآنی مفہوم اور اطاعت امیر کا فلسفہ تفصیل سے پیش کیا اور بتایا کہ

جب قافلہ اپنا عزم و یقین سے نکلے گا
چشمہ جہاں سے چاہیں گے وہیں سے نکلے گا

چوہدری عبدالکریم صاحب، چوہدری محمد شریف صاحب اور ممبر معتمدین جناب منور احمد صاحب نے مثبت انداز میں تفصیل پیش کی۔ خطبہ جمعۃ المبارک مقامی خطیب جناب قاری فضل الٰہی صاحب نے دیا اور نماز پڑھائی۔ درد دِل کے رقت آمیز مناظر میں استحکام جماعت کے لئے دُعا کروائی اور پھر کھانے کے بعد چار گھنٹے تک میٹنگ جاری رہی۔ محترم شکیل ہمایوں صاحب اور جنرل سیکرٹری صاحب نے محترم فضل حق صاحب کے ساتھ مل کر کمپیوٹر سے احباب کی فہرستیں تیار کروائیں جو کہ احباب کو بیعت فارم کے ساتھ فراہم کی گئیں تا کہ افراد اور مالی پہلو کو مزید تقویت مل سکے۔ پروفیسر عزیز احمد صاحب نے مہمانوں کا مکمل تعارف کرایا اور اوکاڑہ جماعت کے آئندہ پروگراموں کے بارے میں بریفنگ دی اور محسوس ہوا کہ حضرت امیر قوم کا قول پورا ہو رہا ہے کہ ''جماعت کی باگ دوڑ اُن احباب کو دی جائے جو خود بھی مجاہد ہوں''

جناب جنرل سیکرٹری صاحب نے مرکز کی طرف سے بنائے ہوئے انقلابی اقدامات کی تفصیل بتائی۔ احباب کے دل ان کی باتوں کو اپنے اندر مستقل سما رہے تھے۔ جناب منور احمد صاحب (ممبر معتمدین) نے وعدہ کیا کہ وہ اوکاڑہ جماعت کا مکمل بائیو ڈیٹا چند دن تک مرکز میں جمع کروائیں گے۔

آخر میں اوکاڑہ جماعت کے آبائی قبرستان جا کر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ چوہدری عبدالکریم صاحب نے مہمانوں کو اپنی رہائش گاہ پر بلایا اور پُرتکلف چائے پیش کی۔ اس طرح دعاؤں کے ساتھ یہ دورہ مکمل ہوا اور احباب کا قافلہ واپس لاہور دارالسلام رات 9 بجے پہنچا۔

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر چوہدری ریاض احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام۔ ۵۔ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔
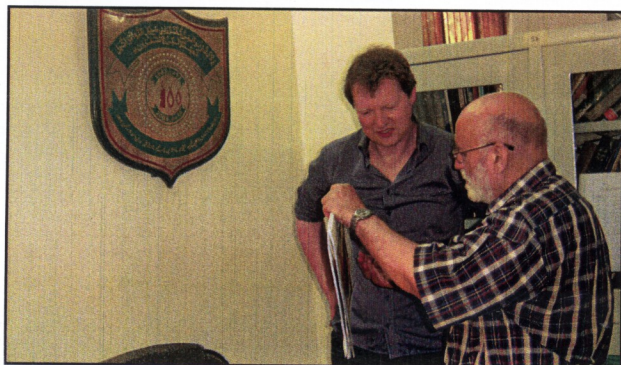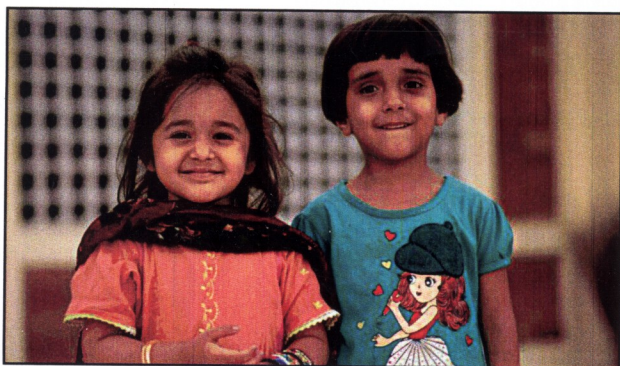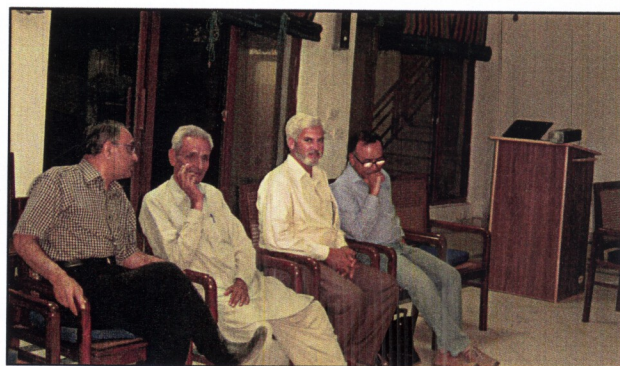
پھر جل اُٹھیں گے بجھے مزاروں کے چراغ

عامر عزیز الازہری

یقین ہے یہ رُت بدل ہی جائے گی
آخرِ شب ہے رات ڈھل ہی جائے گی

چہچہائے گی چمن میں بلبلِ خوش گلو
گلستان میں کبھی فصلِ گُل بھی لہرائے گی

پھر جل اُٹھیں گے بجھے مزاروں کے چراغ
تاریک گھر کو روشنی مل ہی جائے گی

ملاح جانتے ہوں گر منزلِ سمت
بھنور میں پھنسی ناؤ نکل ہی آئے گی

ان کے رُخ انور کی اک جھلک سے
حالتِ دلِ بردباد کچھ سنبھل ہی جائے گی

کھل اُٹھیں گے صحراؤں کے ویرانے بھی عزیزؔ
جھونپڑی کی بجھی قندیل جل ہی جائے گی